پاکستان کسان مزدور تحریک

نیوز لیٹر

ایڈیٹوریل ٹیم : علی اکبر، راجہ مجیب، ظہور جوئیہ، ولی حیدر اور عذرا طلعت سعید

جولائی تا دسمبر 2019 جلدنمبر 9 شمارہ نمبر 2

سرمایہ دارانہ زراعت موت بانٹ رہی ہے!

آج عمومی طور پر کسان طبقہ خصوصاً پاکستان کا چھوٹا اور بے زمین کسان مزدور بھوک، غربت اور تباہی کا شکار ہے۔ کسانوں کی اس بدحالی کی سب سے بڑی وجہ زراعت میں سرمایہ دار کمپنیوں کا بڑھتا ہوا کردار ہے۔ منافع خوری کے لیے حکومتی سرپرستی میں ان کمپنیوں کی مخصوص بیج، مشینری، کیمیائی اور زہریلے مواد کے ساتھ متعارف کردہ ماحول دشمن جدید زراعت ان چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں کو ناصرف غربت، بھوک، بیروزگاری بلکہ اب موت کے منہ میں دھکیل رہی ہے۔

پاکستان بھر میں وسائل پر قبضے کی جنگ شدید تر ہوتی جارہی ہے۔ گزشتہ سو سالوں سے زمین کو آباد کرنے والے کسان مزدور زمینوں سے بے دخل کیے جارہے ہیں اور ظلم یہ کہ ان شاملاتی زمینوں اور ان پر قائم گھروں کے سرکاری معاوضے سے بھی مقامی جاگیردار انہیں محروم کرنے کی کوشش میں ہیں۔ یہی نہیں اب جنگلات کی زمینوں پر آباد ان کسان مزدوروں کو بھی بیدخل کیا جارہا ہے جو جنگلات کے نگہبان ہیں۔ پنجاب کے بعد سندھ میں بھی نجی سرکاری شراکت داری کے تحت جنگلات اور اس کے وسائل کو منافع خور کمپنیوں کے حوالے کرنے کا عمل شروع ہونے جارہا ہے جس کے لیے قانون سازی کے مراحل پورے کیے جارہے ہیں۔

تحریک انصاف کی حکومت تبدیلی کا نعرہ لے کر آئی مگر اس حکومت کی ایک سالہ کارکردگی دیکھ کر عوام خصوصاً کسان مزدور یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ ایسی تبدیلی سے تو بہتر تھا کہ تبدیلی نہ ہی آتی کہ جس میں ڈی اے پی کی بوری کی قیمت جو ایک سال پہلے تک 1,800 روپے تھی بڑھ کر 2,200 روپے ہوگئی جبکہ ڈیزل 105 روپے فی لیٹر سے بڑھ کر 125 روپے تک جاپہنچا ہے۔ آئی ایم ایف کی عائد کردہ شرائط کے تحت عوام پر ظالمانہ ٹیکسوں کا نفاذ، روپے کی قدر میں کمی، توانائی کے نرخوں میں اضافے جیسی حکومتی پالیسیاں کسانوں کے لیے پیداواری لاگت میں ہوش ربا اضافے کی وجہ ہیں۔ یہاں تک کہ کسان خود کشیوں پر مجبور ہیں۔ اس پر مزید ستم یہ کہ آزاد تجارتی پالیسیوں کے تحت غذائی اشیاء کی بے لگام درآمد منڈی میں مقامی پیداوار کی قیمت میں کمی کا سبب بن رہی ہے۔

کپاس کی پیداوار میں 26 فیصد کمی کی وجوہات میں کمپنیوں کے جینیاتی بیج، موسمی اثرات جیسے عوامل کارفرما ہیں جو اب مکئی اور چاول کے ناقص ہائبرڈ بیج کی صورت پنجاب اور سندھ میں بھی اپنا اثر دکھا رہے ہیں جس سے کسان شدید مالی نقصان سے دوچار ہورہے ہیں۔ ناقص بیج اور موسمی اثرات دونوں ہی عوامل کے ذمہ دار براہ راست سرمایہ دار کمپنیاں اور ان کے ممالک ہی ہیں۔ مگر ان کی کوئی جوابدہی نہیں۔ آج کسانوں کو روایتی دیسی بیج اور پائیدار زراعت کی اہمیت کا ادراک ہورہا ہے۔

موسمی تبدیلی کے تناظر میں جدید زراعت کے فروغ اور اس کے لیے لازم کیمیائی و زہریلے مداخل سے چار کسان مزدوروں کی موت ظالم حکمرانوں کو تو شاید نہ جگا سکے گی لیکن ملک بھر کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں کو جگانے کے لیے شاید کافی ہونی چاہیے۔ پی کے ایم ٹی کی ان چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں، عورتوں اور ماحولیاتی انصاف کی جدوجہد اور اب اس تحریک میں نوجوانوں کی شمولیت اسے ایک دن کامیابی سے ضرور ہمکنار کرے گی!

فہرست مضامین:

- پنجاب، سندھ اور خیبر پختونخوا کا ساتواں سالانہ اجلاس
- ملکی سیاست اور عوام
- بنجر زمینوں کو آباد کرنے والے...
- جنگلات پر قبضہ اور بے گھر ہونے والی آبادیاں
- کچے کے علاقے کے مسائل
- کیمیائی کھاد اور زہریلے مواد...
- بے وقت بارشوں سے فصلوں کو نقصان
- سندھ میں ٹڈی دل کا حملہ
- پریس ریلیز
- مکئی و چاول کی پیداوار...
- یوتھ فیکٹ فائنڈنگ ایکشن ریسرچ
- بیج بینک 2018-19

پاکستان کسان مزدور تحریک نیوز لیٹر روٹس فار ایکوٹی (Roots for Equity) نے شائع کیا۔

سیکرٹریٹ: اے۔1، فرسٹ فلور، بلاک 2، گلشن اقبال، کراچی۔ فون، فیکس: 34813320 21 92+ فیکس: 34813321 21 92+ بلاگ: pkmt.noblogs.org

پی کے ایم ٹی، پنجاب کا ساتواں سالانہ اجلاس

رپورٹ: روٹس فار ایکوٹی

پی کے ایم ٹی، صوبہ پنجاب کا ساتواں سالانہ اجلاس ''پاکستان میں سرمایہ دارانہ زراعت کی یلغار: کسان تحریکوں کی ذمہ داری'' کے عنوان سے ضلع ملتان کے علاقے بستی لوٹکی والا میں 6 اکتوبر، 2019 کو منعقد کیا گیا۔ اجلاس میں پنجاب کے مختلف اضلاع سے پی کے ایم ٹی کارکنان اور کسانوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں نظامت کے فرائض پی کے ایم ٹی، ملتان کے رکن ظہور جوئیہ نے ادا کیے۔ شرکاء کو خوش آمدید کہتے ہوئے ظہور جوئیہ نے تمام ممبران کا شکریہ ادا کیا اور پی کے ایم ٹی کا تعارف پیش کیا۔ افتتاحی کلمات کے بعد پی کے ایم ٹی کے تمام ضلعی رابطہ کاروں نے رپورٹ پیش کی۔

پی کے ایم ٹی، ساہیوال کے رکن محمد زمان نے ملکی سیاست اور موجودہ حالات پر بات کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں سیاست ایک کاروبار بن چکی ہے۔ ملکی سیاست تین طبقات جاگیردار، سرمایہ دار اور فوج کے گرد گھوم رہی ہے۔ تحریک انصاف کی موجودہ حکومت بھی پچھلی حکومتوں کی طرح ہی کام کررہی ہے جنہوں نے عوامی مفاد کے لیے کام نہیں کیا۔ اس وقت ملک میں مہنگائی، بے روزگاری، غربت اور بدعنوانی اپنے عروج پر ہے۔

پی کے ایم ٹی، ملتان کے رکن ناصر علی نے کہا کہ پہلے دیسی اور پائیدار طریقوں پر کھیتی باڑی ہوا کرتی تھی لیکن اب کیمیائی اور زہریلی زراعت ہورہی ہے۔ آج ہم جو بیج کاشت کررہے ہیں وہ زیادہ تر بیرون ملک سے درآمد کیے جارہے ہیں مزید یہ کہ ان بیجوں کے لیے ضروری مداخل بھی درآمد ہورہے ہیں۔ ملک میں بیج اور دیگر زرعی مداخل کا کاروبار کرنے والی بڑی کمپنیوں کا ایک جال ہے جن میں سنجنٹا، مونسانٹو جیسی کمپنیاں بھی شامل ہیں۔ کمپنیوں کی جانب سے فروغ دی جانے والی غیر پائیدار زہریلی زراعت ماحول و خوراک کو تو آلودہ کر ہی رہی تھی اب ان زہریلے مداخل سے کسانوں کی ہلاکت کی خبریں بھی آرہی ہیں۔ ضلع لودھراں میں حال ہی میں ایسے ہی ایک واقعہ میں چار کسان ہلاک ہوگئے جو چاول کی فصل میں زہریلا کیمیائی مواد چھڑک رہے تھے۔ اسی طرح کپاس کی فصل میں بھی بڑی مقدار میں کیڑے مار زہریلے اسپرے کیے جاتے ہیں۔ فصل تیار ہونے کے بعد کپاس کی چنائی کرنے والی عورتیں اس زہر سے براہ راست متاثر ہوتی ہیں جس کی وجہ سے انہیں مختلف بیماریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پہلے گاؤں یا علاقے میں کیمیائی کھاد اور زرعی زہر بیچنے والے ڈیلر کی صرف ایک دکان ہوا کرتی تھی اب گلی گلی یہ زہر بک رہا

ہے جو ہمارے ماحول، خوراک، صحت کے لیے تباہ کن ہے۔

پی کے ایم ٹی ساہیوال کے رکن چوہدری اسلم نے مکئی اور چاول کی فصلوں کی تباہی اور کسانوں کے نقصانات پر معلومات فراہم کیں جس کی شرکاء میں شامل ملتان کے کسانوں نے بھی تصدیق کی وہ بھی ایسی ہی صورتحال سے دوچار ہیں۔ اطلاعات کے مطابق کمپنیوں کے ناقص بیج اور موسمی اثرات کی وجہ سے مکئی اور چاول کی فصلوں کی پیداوار انتہائی کم ہوئی۔ چاول کی فصل سے متعلق کچھ ایسی ہی اطلاعات سندھ سے بھی موصول ہورہی ہیں۔

پی کے ایم ٹی، ملتان کے رکن مرید حسین نے دودھ پر کمپنیوں کے قبضے پر بات کرتے ہوئے کہا کہ بیج کے شعبہ کی طرح دودھ کی پیداوار اور اس کی منڈی میں پر قبضہ کرنے کے لیے غذائی کمپنیاں اس شعبہ میں سرمایہ کاری کررہی ہیں۔ ماڈل فارم کا قیام، کسانوں کی مال مویشی پالنے کی تربیت، افزائش نسل، جانوروں کی ادویات کا فروغ اور دودھ کی ترسیل وکھپت کے شعبہ جات میں غیرملکی امدادی اداروں کی مدد سے جاری منصوبوں سے دودھ جیسی اہم خوراک کی پیداوار اور منڈی میں چھوٹے کسان مزدوروں اور کاروباری افراد کا رہنا ناممکن ہوجائے گا۔ ہمیں سرمایہ دار کمپنیوں اور ممالک کی اس چال کو سمجھنا ہے اور مل کر اسے ناکام بنانا ہے۔

پی کے ایم ٹی، ملتان کے رکن ظہور جوئیہ نے سرمایہ دارانہ زراعت پر بات کرتے ہوئے کہا کہ پہلے دیسی طریقے سے فصلیں اگائی جاتی تھیں لیکن اب زراعت سرمایہ داروں کے شکنجے میں ہے اور پائیدار زراعت کے بجائے صنعتی و کیمیائی زراعت کی جارہی ہے۔ انہی کیمیائی و زہریلے مادوں کے استعمال سے ہماری زمینیں بنجر ہورہی ہیں، زیر زمین پانی آلودہ اور اس کی سطح کم ہورہی ہے، موسم تبدیل ہوتا جارہا ہے جس کے نتیجے میں بے موسمی بارشیں اور دیگر موسمی بحران رونما ہورہے ہیں جو فصلوں کی خرابی اور پیداوار میں کمی کی وجہ ہیں۔ اس صنعتی و کیمیائی طریقہ زراعت میں بڑے زمیندار و جاگیردار تو خوشحال ہیں لیکن چھوٹے اور بے زمین کسان مزدور بھوک اور غربت کا شکار ہیں۔ جبکہ کیمیائی زراعت کو فروغ دینے اور مداخل فروخت کرنے والی کمپنیاں خوب منافع کمارہی ہیں۔ دنیا بھر میں کسانوں کا استحصال کرکے ان کمپنیوں کی منافع خوری کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ بیج، کیمیائی کھاد، زرعی زہر و مشینری بنانے والی زیادہ تر بڑی کمپنیاں امریکہ کی ہیں جن میں سے کچھ کمپنیوں کا بجٹ تیسری دنیا کے کئی ممالک کے سالانہ بجٹ سے بھی زیادہ ہے۔

پی کے ایم ٹی، ملتان کے رکن چچا محمد اصغر نے اختتامی کلمات ادا کرتے ہوئے ساتویں سالانہ اجلاس کے شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔

پی کے ایم ٹی، سندھ کا ساتواں سالانہ اجلاس

رپورٹ: روٹس فار ایکوٹی

پی کے ایم ٹی، سندھ کا ساتواں سالانہ اجلاس ’’پاکستان میں سرمایہ دارانہ زراعت کی یلغار: کسان تحریکوں کی ذمہ داری‘‘ کے عنوان سے ضلع خیرپور کے گاؤں گل محمد سومرو میں 16 اکتوبر، 2019 منعقد کیا گیا۔ اجلاس میں صوبہ سندھ کے مختلف اضلاع سے پی کے ایم ٹی کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدور اور دیگر شعبہ جات سے وابستہ ارکان نے شرکت کی۔ اجلاس میں نظامت کے فرائض پی کے ایم ٹی، شکارپور کے رکن حاکم گل اور خیرپور کے رکن امام الدین نے ادا کیے۔ اجلاس کا آغاز پی کے ایم ٹی کے ترانہ سے کیا گیا۔ پی کے ایم ٹی، سندھ کے رابطہ کار علی نواز جلبانی اور خیرپور کے رکن شہزادو نے افتتاحی کلمات ادا کرتے ہوئے تمام شرکاء کو خوش آمدید کہا۔ افتتاحی کلمات کے بعد صوبائی رابطہ کار، سندھ علی نواز جلبانی نے صوبائی رپورٹ اور ضلعی رابطہ کاروں نے ضلعی رپورٹ پیش کی۔

پی کے ایم ٹی، خیرپور کے رکن محمد یعقوب نے کہا کہ ایک طرف جاگیرداری نظام نے کسانوں کو برباد کیا ہے تو دوسری جانب سرمایہ درانہ زراعت نے کسانوں کو مزید مشکلات میں ڈال دیا ہے۔ اس سال بھی کمپنیوں کے ناقص بیجوں کی وجہ سے کپاس کی فصل خراب ہوئی ہے، جبکہ دوسری جانب پانی کی کمی، ناقص ہائبرڈ بیج اور دیگر عوامل کی وجہ سے غذائی فصلوں کی پیداوار بھی کم ہوتی جارہی ہے۔ جو کسان مزدور کپاس پیدا کرتے ہیں، جس سے کپڑا تیار کیا جاتا ہے اور گندم و چاول جیسی غذائی فصلیں کاشت کرتے ہیں انہیں کسان مزدوروں کے بچوں کو پیٹ بھر خوراک اور لباس میسر نہیں ہے۔ کسانوں کی خوشحالی اور خوراک کی خودمختاری زمینوں کے بٹوارے اور پائیدار دیسی زراعت کے فروغ سے ہی ممکن ہے جس میں بیج سمیت تمام پیداواری وسائل پر اختیار کسانوں کا ہو۔

پی کے ایم ٹی ضلع گھوٹکی کے رکن راجہ مجیب نے کہا کہ پی کے ایم ٹی کا پہلا مقصد جاگیرداری نظام کا خاتمہ ہے۔ یہ نظام تب ختم ہوگا جب زمینوں کی منصفانہ اور مساویانہ تقسیم ہوگی۔ آج کا یہ سالانہ اجلاس ایک خاص دن کی مناسبت سے رکھا گیا ہے۔ آج 16 اکتوبر کا دن دنیا بھر میں خوراک کے عالمی دن کے طور پر منایا جاتا ہے لیکن ایشین پیزنٹ کولیشن (اے پی سی) اور دیگر

کسان مزدور تنظیموں کی طرح ہم اس دن کو ''بھوک کا عالمی دن'' تصور کرتے ہیں کیونکہ آج بھی دنیا کی تقریباً 820 ملین آبادی بھوک میں مبتلا ہے۔ خوراک پیدا کرنے والے بھی کسان ہی ہیں اور آج سب سے زیادہ بھوک کے شکار بھی کسان ہی ہیں۔ جدید سرمایہ دارانہ نظام میں اب زراعت صرف خوراک کے لیے نہیں بلکہ گاڑیوں کے ایندھن اور دیگر منافع بخش صنعتی پیداوار حاصل کرنے کے لیے بھی کی جارہی ہے۔ چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں میں بے زمینی، بھوک، غربت جیسے مسائل کے حل کے لیے ہی پی کے ایم ٹی جدوجہد کررہی ہے۔

''جہدوجہد کی ایک مثال وینا'' کے موضوع پر بات کرتے ہوئے پی کے ایم ٹی، ٹنڈو محمد خان کی رکن پٹھانی نے کہا کہ آج معاشی اور سماجی طور پر سب سے زیادہ محروم کسان مزدور عورت ہے۔ عورتیں کسی گھڑی کی طرح 24 گھنٹے کام میں مصروف رہتی ہیں لیکن بدقسمتی سے ان کے کام کو کام نہیں سمجھا جاتا۔ کسان عورتیں صبح سے شام تک زمین پر کام کرتی ہیں۔ زمین سے واپس آکر گھر میں کھانا تیار کرتی ہیں، بچوں کی دیکھ بھال کرتی ہیں لیکن افسوس کہ عورتوں کے ان کاموں کو اہمیت نہ دینے والے بھی مرد کسان مزدور ہی ہیں۔ یہ پدرشاہی نظام ہے جس کے خلاف پی کے ایم ٹی کی پہلی مرکزی رابطہ کار اور ٹنڈو محمد خان کی ساتھی وینا ارجن نے بھرپور آواز اٹھائی۔ وینا ارجن پدرشاہی نظام کے خلاف آخری حد تک لڑتی رہی لیکن قسمت نے اس کا ساتھ نہ دیا۔ آج وینا ارجن اس دنیا میں نہیں ہے لیکن اس کی جدوجہد آج بھی ہماری دلوں میں زندہ ہے۔

روٹس فار ایکوٹی کے حسن ریاض نے بیج بینک کی اہمیت پر بات کرتے ہوئے کہا کہ پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی نے پائیدار زراعت کے تحت بیج بینک مہم کا آغاز کیا۔ اس مہم کا مقصد چھوٹے اور بے زمین کسانوں کو کمپنیوں کی بیج کی محتاجی سے بچانا، اپنے دیسی بیجوں کو محفوظ کرنا، بیج کو کیمیائی کھاد اور زرعی زہر سے پاک و صاف رکھنا، ان بیجوں کو بڑھانا اور پائیدار زراعت کو فروغ دینا ہے۔ 2011 میں اس مہم کا آغاز ہوا جس کے تحت پائیدار زراعت کے اصولوں پر مختلف فصلوں کے دیسی بیجوں کی پیداوار کا آغاز ہوا جس کے تحت ہر سال تین سے چار اقسام کے گندم، چاول اور سبزیوں کے بیج ملک کے مختلف اضلاع میں پی کے ایم ٹی کے ممبران کاشت کرتے ہیں۔

پی کے ایم ٹی، ضلع شکارپور کے رکن حاکم گل نے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے گٹھ جوڑ کے موضوع بات کرتے ہوئے کہا کہ قیام پاکستان سے پہلے جب برصغیر پر انگریزوں نے قبضہ کیا اس وقت کچھ لوگوں نے انگریزوں کی بھرپور مدد اور خدمت کی جس کے صلے میں انگریزوں نے ان مخصوص خاندانوں کو بڑی بڑی جاگیریں دیں۔ یہیں سے جاگیرداری نظام کا

آغاز ہوا۔ آج یہی جاگیردار خاندان ناصرف زمینوں کے بلکہ کارخانوں کے بھی مالک بن گئے ہیں، دیہی کسانوں، مزدوروں پر ظلم کررہے ہیں اور زراعت کو سرمایہ داری کے لیے استعمال کررہے ہیں۔ کسان مزدوروں کے اس استحصال کو روکنے کے لیے کسانوں کا متحد ہوکر اٹھ کھڑے ہونا ضروری ہے۔

پی کے ایم ٹی، گھوٹکی کی رکن زریت خاتون نے نوجوان لڑکیوں کو تعلیم کے حصول میں پیش آنے والے مسائل پر بات کرتے ہوئے کہا کہ لڑکی کے پیدا ہوتے ہی والدین اس کے جہیز اور شادی کے لیے منصوبہ بندی شروع کردیتے ہیں۔ کاش کہ والدین اسی طرح لڑکیوں کی تعلیم کے لیے بھی سوچیں! وہ ملک کبھی ترقی نہیں کرسکتا جہاں تفریق کرتے ہوئے عورتوں کو سیاسی، سماجی اور معاشی طور پر کمزور کیا جاتا ہو۔ خصوصاً دیہات میں جہاں آج بھی لڑکیوں کو تعلیم نہیں دلائی جاتی اور انہیں صرف گھر کے کام کاج تک محدود رکھا جاتا ہے۔ ہمیں لڑکوں کی طرح لڑکیوں کی تعلیم کو بھی اہمت دیتے ہوئے اپنی اس سوچ کو تبدیل کرنا ہوگا اور اس تبدیلی کا آغاز ہمیں اپنے گھر سے کرنا ہوگا۔

پی کے ایم ٹی، گھوٹکی کے رابطہ کار محمد شریف نے صنعتی زراعت کے منفی اثرات بات کرتے ہوئے کہا کہ 1960 کے سبز انقلاب سے پہلے کسان اپنا بیج محفوظ رکھتے تھے، روایتی طریقوں پر زراعت کرتے تھے اور صاف و غذائیت بخش خوراک حاصل کرتے تھے۔ اس کے بعد جنرل ایوب خان کے دور میں سبز انقلاب نامی پالیسی کے تحت زیادہ پیداوار دینے والے کمپنیوں کے بیج، زرعی مشینری، کیمیائی کھاد اور زہریلے اسپرے متعارف کروائے گئے جس نے کسانوں کو زیادہ پیداوار حاصل کرنے کی لالچ میں مبتلا کردیا۔ کسان زیادہ پیداوار کی لالچ میں اپنا دیسی طریقہ زراعت چھوڑ کر ان کمپنیوں کی محتاجی پر مبنی زہریلی، مشینی زراعت کی طرف راغب ہوگئے۔ زراعت میں مشینوں کے استعمال سے جاگیرداروں کی زمین پر حصے پر کام کرنے والے ہاریوں کی جگہ مشینیں کام کرنے لگیں جو کسان مزدوروں میں بیروزگاری اور بھوک و غربت کی وجہ بنی۔

سیکریٹری پی کے ایم ٹی ولی حیدر نے سرمایہ دارانہ معیشت پر بات کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں اپنے دشمن کو پہچانا ہے کہ ہمارا اصل دشمن کون ہے۔ بڑے بڑے کارخانوں کے مالک سرمایہ دار ہی ہمارے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ اگر پوری دنیا کی بات کی جائے تو یہ کارخانے اور کمپنیاں زیادہ تر امریکہ اور یورپی ممالک کی ہیں جو ٹریکٹر و دیگر زرعی مشینری، بیج، کیمیائی کھاد وغیرہ تیار کرتی ہیں۔ ناصرف زراعت بلکہ منڈی پر بھی انہی کمپنیوں کا قبضہ ہے۔ یہ سرمایہ دار کمپنیاں چاہتی ہیں کہ بس ان کا منافع بڑھتا رہے چاہے کسان مزدور آبادیوں میں بھوک غربت ہی کیوں نہ بڑھتی رہے۔ عالمی غذائی پروگرام (WFP) کے مطابق دنیا میں 109 ممالک بھوک کے شکار ہیں جن میں پاکستان کا نمبر 94 ہے۔ اس وقت دنیا کی تقریباً 820 ملین آبادی بھوک اور غذائی کمی سے دوچار ہے جن کی تقریباً آدھی تعداد ایشیاء میں رہتی ہے۔

دنیا بھر کی طرح پاکستان میں کسان مزدور آبادیوں میں بھوک و غربت کی ذمہ دار یہی سرمایہ دار کمپنیاں اور جاگیردار طبقہ ہے۔ کمپنیاں بیج اور دیگر مداخل کی منڈی پر قابض ہیں۔ ہماری بقا کا ایک ہی راستہ ہے کہ پائیدار زراعت سے پیداوار حاصل کریں۔ اسی مقصد کے تحت پی کے ایم ٹی گزشتہ 11 سالوں سے جدوجہد کررہی ہے۔ اس ظلم و ناانصافی کو ختم کرنے کے لیے ہمیں اس جدوجہد میں تیزی لانی ہوگی۔

کسانوں اور مزدوروں کے خیالات پر مبنی سیشن ”بول کہ لب آزاد ہیں تیرے“ میں بات کرتے ہوئے خیرپور کے نوجوان رکن ادریس نے کہا کہ کراچی میں ایٹمی بجلی گھر کی تعمیر کا ٹھیکہ چین کو دیا گیا ہے جہاں ہزاروں مزدور کام کرتے ہیں۔ ان مزدوروں سے بہت زیادہ کام لیا جاتا ہے اور انہیں اجرت بہت کم دی جاتی ہے۔ مزدوروں کی رہائش کا انتظام بہت خراب ہے جو کام کی جگہ سے تقریباً دو کلومیٹر دور ہے۔ کمپنی کی طرف سے گاڑی کا بندوبست نہیں ہے اور مزدوروں کو کام پر پیدل جانا پڑتا ہے۔ پینے کے لیے سمندری پانی دیا جاتا ہے جسے صحیح طریقے سے صاف بھی نہیں کیا جاتا۔ مزدوروں کو روزانہ دی جانے والی دال کھانے کے قابل نہیں ہوتی جبکہ چینیوں کے لیے بوتلوں میں بند منرل واٹر اور ڈبہ بند صاف کھانا آتا ہے۔ مزدوروں پر یہ ظلم دیکھ کر ہم نے وہاں کام کرنے سے انکار کردیا اور کمپنی چھوڑ کر اب واپس اپنے کھیتوں میں کام کررہے ہیں۔ ٹنڈو محمد خان سے پی کے ایم ٹی کے رکن حمید اللہ نے کہا کہ ٹنڈو محمد خان، سندھ میں گاؤں عمریو بھیل میں جاگیردار اسکول اور پکی سڑک تعمیر نہیں ہونے دے رہا۔ جبکہ ضلع بدین میں سمندری پانی مسلسل آگے بڑھنے سے ان کی زرعی زمینیں خراب ہورہی ہیں۔ اس کے علاوہ بدین میں پانی کی بھی شدید کمی ہے جس کی وجہ سے ہماری کھڑی فصلیں تباہ ہوجاتی ہیں۔ مزدوروں کو ضلع میں قائم شوگر ملوں کی جانب سے اجرت ادا نہیں کی جارہی۔ اس ضلع میں معدنی تیل کے ذخائر موجود ہیں جن سے خوب منافع کمایا جارہا ہے لیکن ضلع بدین آج بھی بنیادی سہولتوں سے محروم ہے۔

اجلاس کے دوران پی کے ایم ٹی، ضلع خیرپور کے رکن چاچا کریم

بخش نے بانسری پر لوک گیت پیش کیے اور ضلع گھوٹکی کی امبر مہک نے نظم پیش کی۔ اجلاس کے اختتام پر پی کے ایم ٹی، خیرپور کے رکن امام الدین نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔

پی کے ایم ٹی، خیبرپختونخوا کا ساتواں سالانہ اجلاس

رپورٹ: روٹس فار ایکوٹی

پی کے ایم ٹی خیبرپختونخوا کا ساتواں سالانہ اجلاس ”پاکستان میں سرمایہ دارانہ زراعت کی یلغار: کسان تحریکوں کی ذمہ داری“ کے عنوان سے مورخہ 20 اکتوبر، 2019 گاؤں میر طیب، ضلع پشاور میں منعقد کیا گیا۔ اجلاس میں صوبے کے مختلف اضلاع سے پی کے ایم ٹی کے کارکنان اور کسانوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں نظامت کے فرائض پی کے ایم ٹی ضلع ہری پور کے ساتھی رحم نواز نے ادا کیے۔ مرکزی کور گروپ کے رکن اور ضلع پشاور کے ساتھی لعل جان نے تمام اضلاع کے رابطہ کاروں، کسانوں اور دیگر شرکاء کو خوش آمدید کہا۔ پی کے ایم ٹی، ہری پور کے رکن حاجی ریزم خان نے پاکستان کسان مزدور تحریک کا مختصر تعارف پیش کیا۔

پاکستان میں بڑھتی ہوئی مہنگائی اور سرمایہ دارانہ معیشت پر بات کرتے ہوئے پی کے ایم ٹی، ہری پور کے رکن طارق محمود کا کہنا تھا کہ پچھلی حکومتوں کی طرح اس حکومت نے بھی بہت سے وعدے کیے کہ ملک میں خوشحالی آئے گی لیکن اس کے برعکس حکومت نے ٹیکسوں میں مزید اضافہ کردیا جس کے نتیجے میں آج بے روزگاری اور مہنگائی کا طوفان آپ سب کے سامنے ہے۔ اقتدار میں آنے سے پہلے تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان کہتے تھے کہ غیر ملکی قرضہ نہیں لیا جائے گا لیکن اس حکومت نے آئی ایم ایف ہی نہیں سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات سے بھی قرضہ لیا ہے۔ ظاہر ہے جو پیسہ دیتا ہے حکمرانی بھی اسی کی چلتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ملکی معاشی پالیسی بھی اب آئی ایم ایف ہی ترتیب دے رہا ہے۔ آئی ایم ایف کے دباؤ پر جن شعبہ جات میں عوام کو مراعات ملتی تھیں اب وہ زیادہ تر بند کردی گئی ہیں، ٹیکسوں اور بجلی وگیس کی قیمتوں میں مزید اضافہ کردیا گیا ہے جو یقیناً معاشی بڑھوتری میں کمی اور کسان مزدور طبقہ میں مزید بھوک اور غربت میں اضافہ کی وجہ بنے گا۔ دوسری طرف چین کا پاکستانی زراعت ومعیشت پر اختیار بڑھتا جارہا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سمجھیں کہ ان تمام معاشی مشکلات کے ذمہ دار کون ہیں، ہمارا دوست کون ہے اور دشمن کون۔ ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ پچھلی حکومتوں کی جن پالیسیوں کی تحریک انصاف مخالفت کررہی تھی اب وہ خود انہی پالیسیوں کو کیوں

اپنائے ہوئے ہے۔ ہم ایسی تمام کسان مزدور دشمن پالیسیوں کو مسترد کرتے ہیں جن سے معاشی و سماجی مسائل میں اضافہ ہو۔ اجتماعی طور پر ایسی تمام پالیسیوں کو روکنا ہوگا جو کسان مزدوروں کے حق میں نہیں ہیں اور جب تک ہمارے درمیان اتحاد نہیں ہوگا ہم اس پالیسی سازی کو روک نہیں سکتے اور نہ ہی ان مسائل سے نکل سکتے ہیں۔

سی پیک اور دیگر ترقیاتی منصوبوں کے لیے کسانوں کی زمینوں سے بیدخلی پر بات کرتے ہوئے پی کے ایم ٹی، پشاور کے رکن نبی جان نے بتایا کہ گڑھی طیب میں پشاور نادرن بائی پاس منصوبے کے لیے شاملاتی زمین پر گزشتہ 70 سے 80 سالوں سے آباد کسانوں کو زرعی زمین اور ان کے گھروں سے بیدخل کیا جارہا ہے۔ علاقے کا بڑا جاگیردار شیر عالم خان اس زمین پر ملکیت کا دعویٰ کرتے ہوئے اسے حکومت کو فروخت کرنے اور زمین پر آباد کسانوں کے گھروں کے بدلے ملنے والے معاوضے کا بھی دعویدار ہے۔ گزشتہ کئی حکومتیں یہ نعرہ لگاتی آئی ہیں کہ وہ اقتدار میں آکر سب سے پہلے بے زمین کسانوں کو مالکانہ حقوق دیں گی، لیکن آج تک ایسا ممکن نہیں ہوا کیونکہ اقتدار پر قبضہ صرف انہی جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا ہے۔ بے زمین کسانوں کو مالکانہ حقوق صرف اس وقت مل سکتے ہیں جب بے زمین کسان مزدور متحد ہوکر ان جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔

فصلوں کی قیمت اور پیداواری لاگت پر بات کرتے ہوئے پی کے ایم ٹی، لوئر دیر کے رکن ولی رحمان نے کہا ضلع لوئر دیر میں گندم، مکئی، ٹماٹر، پیاز اور دیگر سبزیوں کی پیداوار ہوتی ہے۔ گزشتہ چند سالوں سے ٹماٹر اور پیاز جیسی نقدآور فصلوں کی قیمت بہت کم ہوگئی ہے اور اس کے بیج بہت مہنگے ہوگئے ہیں۔ منڈی میں دستیاب یہ بیج بغیر زہریلے اسپرے کے پیداوار نہیں دیتے اور اگر اسپرے استعمال کریں تو پیداواری اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ کسان جب اپنی پیداوار منڈی میں فروخت کرنے کے لیے جاتے ہیں تو وہاں بھی سرمایہ دار من مانی قیمت لگاتے ہیں اور مجبوراً کسان کو اپنی فصل کم قیمت پر فروخت کرنی پڑتی ہے، جس کے نتیجے میں کسان خسارے میں جارہے ہیں اور ان پر قرض کا بوجھ بڑھ رہا ہے۔ حکومت آزاد تجارتی پالیسیوں کے تحت ٹماٹر اور پیاز جیسی اشیاء درآمد کرتی ہے جس کی وجہ سے مقامی کسانوں کی فصلیں سستے داموں فروخت ہوتی ہیں۔ یہی وجوہات ہیں کہ کسانوں کے معاشی حالات دن بادن خراب ہورہے ہیں اور وہ ان حالات سے تنگ آکر کھیتی باڑی چھوڑنے پر مجبور ہورہے ہیں۔

موسمی تبدیلی کی وجوہات پر بات کرتے ہوئے پی کے ایم ٹی، خیبرپختونخوا کے رابطہ کار فیاض احمد نے کہا کہ پاکستان موسمی تبدیلی سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والے 10 ممالک میں شامل ہے۔ موسمی تبدیلی کی وجہ سے ملک میں شدید موسمی آفات جیسے کہ سیلاب، طوفان اور خشک سالی بڑھ رہی ہے۔ ایک طرف کیمیائی کھاد اور زہریلے اسپرے کے بے تحاشہ استعمال سے تتلیاں، جگنو اور زراعت دوست کیڑے مکوڑے مررہے ہیں دوسری طرف ان مداخل اور دیگر صنعتی پیداوار کے لیے بڑے پیمانے پر رکازی ایندھن کا ستعمال ماحولیاتی آلودگی اور عالمی حدت میں اضافے کی وجہ ہے۔ موسمی تبدیلی کے نتیجے میں بڑھنے والے سیلاب، طوفان، خشک سالی اور بے موسم بارشوں سے زراعت بری طرح متاثر ہورہی ہیں اور اس شعبہ میں چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں کا گزر بسر مشکل ہوتا جارہا ہے۔ ان حالات سے نمٹنے کے لیے ضروری ہے کہ پائیدار زراعت کے اصولوں پر عمل کیا جائے جو صاف ماحول، خوراک اور کسانوں کی خودمختاری کے لیے لازم ہے۔

روٹس فار ایکوٹی کے نوید احمد نے بیج بینک کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ سامراجی طاقتوں نے ہمیں مشینی زراعت، ہائبرڈ اور جینیاتی بیجوں کے جال میں پھنسا کر معاشی طور پر تباہ کردیا ہے پھر بھی ہم ان کے بتائے ہوئے زرعی طریقوں پر عمل کررہے ہیں۔ بیج کسان کی ملکیت ہے۔ اس پر اختیار کے لیےفصلوں کی چار سے پانچ اقسام کاشت کریں۔ ان فصلوں پر کیمیائی زہریلے مداخل کے بجائے گوبر کھاد، سبز کھاد اور دیسی اسپرے استعمال کریں۔ اپنا بیج محفوظ رکھیں اور اسی بیج کو ہر بار کاشت کریں تو کسان ان سامراجی کمپنیوں کے چنگل سے نکل سکتے ہیں۔

پی کے ایم ٹی، لوئر دیر کے رکن بختیار زیب نے موجودہ معاشی بحران کے مزدوروں پر اثرات کے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کی جانب سے ٹیکسوں میں اضافہ، بجلی، گیس کے بلوں میں اضافہ، سرکاری ہسپتالوں میں ادویات کی عدم دستیابی کی قیمت ہم غریب عوام ادا کرتے ہیں۔ حکومت نے سالانہ بجٹ میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں صرف 10 فیصد اضافہ کیا۔ تنخواہوں میں ہونے والے اس اضافے سے کہیں زیادہ مزید عائد کیے جانے والے مختلف ٹیکسوں کی صورت واپس لے لیا جاتا ہے جو بہت بڑا ظلم ہے۔ جبکہ اسی حکومت میں قومی اور صوبائی اسمبلی کے ارکان کی تنخواہوں اور مراعات میں اضافہ کیا جارہا ہے۔ ان حالات سے چھٹکارا صرف مزاحمتی تحریک سے ہی ممکن ہے۔ ہمیں سمجھنا ہے کہ ہماری معاشی بدحالی کی وجہ سرمایہ داری اور جاگیرداری

نظام ہے۔ آج ہم خوشحال اور پرسکون زندگی نہیں گزار رہے کیونکہ ہمیں ہماری محنت کا صلہ نہیں مل رہا۔ اس ظلم کے خلاف آواز نہ اٹھانا بھی ظلم ہے، ہمیں اس ظلم کے خلاف اتحاد کرکے اس کے خاتمے کے لیے لڑنا ہوگا۔

پی کے ایم ٹی، ہری پور کے رکن عدیل شہزاد نے کہا کہ قدرت نے ہمیں چار موسم دیے ہیں جو زراعت کے لیے سازگار ہیں اور تقریبا ہر قسم کی معدنیات سے مالا مال کیا ہے۔ دنیا کا بہترین نہری نظام پاکستان میں ہے لیکن پھر بھی ملک معاشی بحران کا شکار ہے۔ اس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کی تقریبا آدھی زرعی زمین 11 فیصد جاگیرداروں اور زمینداروں کے قبضے میں ہے۔ کسانوں کی اکثریت بے زمین ہے اور زمین رکھنے والے زیادہ تر چھوٹے کسان ہیں۔ جاگیرداری نظام اور سرمایہ دارانہ پالیسیوں کے نتیجے میں ناصرف کسانوں کی معاشی حالت روز بہ روز خراب ہوتی جارہی ہے بلکہ صنعتوں اور کارخانوں میں مزدور بھی شدید معاشی مشکلات اور بڑھتی ہوئی بیروزگاری کا شکار ہیں۔

پی کے ایم ٹی، پشاور کے رکن شہزاد بیگ نے اختتامی کلمات ادا کرتے ہوئے اجلاس میں شرکت پر تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔

ملکی سیاست اور عوام

تحریر: محمد زمان

پاکستان کے سیاسی اعتبار سے کمزور ہونے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ یہاں سیاست نہیں سودے بازی ہوتی ہے۔ حقیقی سیاست میں ہی ملک کے تمام طبقات جیسے کہ کسان، مزدور، تاجر، عورتیں وغیرہ کو نمائندگی کا حق حاصل ہوتا ہے اور اس طرح یہ تمام طبقات ملکی سالمیت اور بقاء کے لیے کام کرنے کے خواہاں ہوتے ہیں لیکن بدقسمتی سے پاکستان میں حقیقی جمہوریت کو پروان چڑھنے سے مسلسل روکا جاتا ہے جس کی وجہ آمریت اور جاگیردار و سرمایہ دار اشرافیہ پر مبنی حکومتیں ہیں۔

جب بھی کوئی پسماندہ طبقہ سے تعلق رکھنے والا فرد ملکی سیاست میں حصہ لینے کے لیے آگے بڑھتا ہے یا پسماندہ اور کمزور طبقات کے حقوق کے لیے آواز بلند کرتا ہے یا تو وہ جاگیردار کے ظلم وستم کا نشانہ بنتا ہے یا ملکی ادارے اس عمل کی اسے ایسی سزا دیتے ہیں کہ اسے ساری زندگی جیل کی سلاخوں کے پیچھے گزارنی پڑتی ہے، یوں حقوق کے لیے آواز اٹھانے والوں کو ہر دور میں نشان عبرت بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ گزشتہ کئی دہائیوں سے ملکی سیاست پر مسلسل ان طاقتور گروہوں کا قبضہ ہے یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں کامیاب سیاستدان اسے سمجھا جاتا ہے جو دولت و طاقت کی دوڑ میں سب سے آگے ہوتا ہے۔ خواہ اس کی سوچ اور تعلیم عوامی مفاد کے برخلاف ہو یا وہ قاتل اور لٹیرا ہی کیوں نہ ہو۔

حقیقت کو اگر قریب سے دیکھا جائے تو کمزور اور ناکام سیاست کی ایک وجہ موروثی سیاست بھی ہے جس میں صرف چہرے تبدیل ہوتے ہیں اور نئے لوگوں کو سیاست میں آنے کے لیے بہت زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح کی سیاست میں انتخابات اور ووٹ کی طاقت محض دکھاوا ہے جس کے ذریعے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکی جاتی ہے اور نظام بغیر کسی تبدیلی کے پرانی ڈگر پر ہی چلتا رہتا ہے جس میں عوام کے حالات تبدیل ہونے کے بجائے بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں۔

جسے تم ووٹ کہتے ہو نظام زر کی بستی میں
یہ رسم تاج پوشی ہے درندوں اور لٹیروں کی

مانسہرہ: بنجر زمینوں کو آباد کرنے والے بے زمین کسان!

تحریر: سید گل

پاکستان بھر کی طرح ضلع مانسہرہ، خیبرپختونخوا میں بھی بنجر زمینیں قابل کاشت بنانے والے مزارعین گزشتہ 100 سالوں سے آباد ہیں جن کی کئی نسلیں گزر چکی ہیں لیکن وہ کسان آج بھی بے زمین ہیں۔ پاکستان کو بنے ہوئے بھی 72 سال گزر چکے ہیں لیکن ملک میں آج تک ایسا کوئی حکمران نہیں آیا جو ان بے زمین کسانوں کو ان کا حق دلا سکے۔ کئی حکومتوں نے یہ نعرہ لگایا کہ وہ اقتدار میں آکر سب سے پہلے بے زمین کسانوں کو مالکانہ حقوق دیں گی، لیکن آج تک ایسا ممکن نہیں ہوا کیوں کہ اقتدار پر قبضہ بھی ان ہی جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا ہے جو خود بڑے بڑے زمینی رقبوں کے مالک ہیں۔ بے زمین کسانوں کو زمین کے مالکانہ حقوق اس وقت تک نہیں مل سکتے جب تک وہ متحد ہوکر، تحریک چلاکر ان جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے خلاف مزاحمت کرکے اقتدار پر ان کے قبضے کا خاتمہ نہیں کردیتے۔

پاکستان بھر کے بے زمین کسان مزدور حکومت سے یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا پاکستان صرف جاگیرداروں کے لیے ہی بنایا گیا تھا، کیا ملک میں صرف جاگیرداروں کو ہی تحفظ دیا جائے گا؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پاکستان بھر میں زمین کسانوں میں منصفانہ اور مساویانہ تقسیم کی جائے ورنہ وہ دن جلد آئے گا جب انصاف ہوگا اور کسان مزدور تنظیمیں متحد ہوکر ان جاگیرداروں سے اپنا حق

چھین لیں گی۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

جنگلات پر قبضہ اور بے گھر ہونے والی آبادیاں

تحریر: راجہ مجیب

جنگلات ہماری زمین کے لیے انتہائی ضروری ہیں جس کی اہمیت پر حالیہ دنوں میں سرکاری اور عوامی سطح بہت زور شور سے گفت و شنید ہو رہی ہے۔ گرم موسم میں کھلے میدان میں کسی وجہ سے کٹنے سے محفوظ رہ جانے والے درخت کی چھاؤں جب انسان کو سورج کے قہر سے بچاتی ہے تب انسان درختوں کی اہمیت و افادیت کا باخوبی اندازہ لگاسکتا ہے۔ اس میں دو رائے نہیں کہ بڑھتی ہوئی صنعتی ترقی نے ماحول کو اس قدر آلودہ کردیا ہے کہ ہر جاندار کے لیے صاف ہوا میں سانس لینا بھی دشوار ہوتا جارہا ہے۔ دنیا بھر میں اندھا دھند بڑھتی ہوئی ماحول دشمن صنعتی ترقی کو روکنے کے لیے زبانی دعویٰ تو کیے جارہے ہیں لیکن کہیں کوئی ٹھوس اقدامات نظر نہیں آرہے، البتہ نت نئے مزید ترقیاتی منصوبوں، صنعتی علاقوں کی تعمیر کے لیے کام زوروں پر ہے کیونکہ دنیا پر حکمرانی کرنے والوں کے پاس ترقی کا پیمانہ محض صنعتی ترقی ہی رہ گیا ہے۔ اس ماحول دشمن ترقی کی وجہ سے موسمی تبدیلی رونما ہورہی ہے اور اب یہ تسلیم کیا جانے لگا ہے کہ زمینی درجہ حرارت میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے اور اگر ٹھوس اقدامات نہ اٹھائے گئے تو دنیا کو سنگین خطرات سے دوچار ہونے سے کوئی روک نہیں سکے گا۔

پاکستان میں اس صورتحال سے نمٹنے کے لیے سرکاری سطح پر شجرکاری پر بہت زور دیا جارہا ہے اور جنگلات کی بحالی کے لیے بھی اقدامات کیے جارہے ہیں۔ ایک طرف یہ اچھا اور قابل تعریف عمل ہے کیونکہ زمینی درجہ حرارت کو کم کرنے اور ماحول کو صاف رکھنے میں جنگلات کا اہم ترین کردار ہے لیکن یہ حقیقت بھی نظر انداز نہیں کی جاسکتی کہ کاروباری اور ذاتی مفادات کے تحت ملک بھر میں جنگلات سے درخت کاٹے جارہے ہیں۔ اخباری رپورٹ کے مطابق سندھ میں جنگلات کی 145,300 ایکڑ زمین پر مافیا کا قبضہ ہے۔ ہزاروں ایکڑ جنگلات کی زمین پر طاقتور جاگیردار و سیاسی اثرورسوخ رکھنے والے افراد قابض ہیں جن میں ارکان اسمبلی، سرکاری سرپرستی رکھنے والے افراد و ادارے شامل ہیں جنہوں نے یہ زمین 45 سے 90 سالہ لیز پر لے رکھی تھی جسے اب سندھ حکومت منسوخ کرچکی ہے۔ قبضہ شدہ جنگلات سے درخت کاٹ دیے گئے ہیں مگر اس زمین پر زرعی پیداوار اور دیگر مقاصد کے لیے استعمال اب بھی جاری ہے۔

گھوٹکی، سکھر اور خیرپور ریجن میں مجموعی طور پر 125,072 ایکڑ اراضی جنگلات پر محیط ہے۔ ضلع گھوٹکی کے جنگلات کو دو ریجن یعنی علاقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک کو پکے کا ریجن کہا جاتا ہے جس میں میرپور، وسیر، جروار اور سرحد شامل ہے۔ سرحد والے جنگلات کے علاقے میں اب کیڈٹ کالج تعمیر ہوچکا ہے۔ اس ریجن کی مجموعی زمین 27,000 ایکڑ ہے جس میں سے 11,000 ایکڑ پر قبضہ ہوچکا ہے۔ دوسرے ریجن کو سکھر ڈویژن کا نام دیا گیا ہے جس میں گونڈک میں 8,475 ایکڑ، واحد پور میں 2,257 ایکڑ، سندرانی میں 3,472 ایکڑ، جہانپور میں 745 ایکڑ، لالووالی میں 120 ایکڑ، اولڈ گنبلو میں 4,912 ایکڑ، وستی میں 677 ایکڑ، رانونتی میں 6,155 ایکڑ زمین جنگلات کے لیے مختص ہے۔ جہانپور کے جنگلات میں 2,400 ایکڑ زمین پر صوفی انور شاہ سفاری پارک بنایا گیا ہے جو پہلے تحریر کیے گئے اعدادوشمار میں شامل نہیں ہے۔ اس طرح سکھر ڈویژن میں کل 26,813 ایکڑ اراضی جنگلات کی زمین میں شامل ہے۔ محکمہ جنگلات کے مطابق سکھر ریجن کی اس 90 فیصد اراضی پر قبضہ کیا گیا ہے اور جنگلات کاٹ دیے گئے ہیں۔

محکمہ جنگلات کے ایک افسر کے مطابق گھوٹکی کی 2,665 ایکڑ زمین پر سے محکمہ جنگلات نے قبضہ ختم کروا لیا ہے اور بقیہ زمین واگزار کرنے کے لیے کوششیں جاری ہیں۔ کچھ سالوں سے پولیس و دیگر ادارے عین اس وقت کسانوں کو گرفتار کرتے ہیں جب فصل تیار ہوتی ہے۔ پولیس و دیگر اداروں کے اہلکار علاقے میں خوف و ہراس پھیلاتے ہیں۔ کسان گرفتاری کے خوف سے گھر چھوڑ جاتے ہیں اور پولیس اطمینان سے تیار فصل کاٹ کر لے جاتی ہے۔

مشاہدے سے یہ معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا جنگلات میں کئی دہائیوں سے کسان آبادیاں جنگل کو بنا کوئی نقصان پہنچائے کھیتی باڑی کرتے تھے۔ ان آبادیوں کا گذر بسر مال مویشی پالنے اور کھیت مزدوری سے ہوتا ہے۔ جنگلات کی زمین سے درخت کاٹ کر فصلوں کی پیداوار کے ذریعے طاقتور طبقے نے کروڑوں روپے کمائے ہیں لیکن جنگلات کی بحالی کے اس عمل میں صرف بے زمین کسان مزدور متاثر ہورہے ہیں جنہیں بے گھر کرنے کی منظم کوشش کی جارہی ہے۔ جنگلات کی زمین کو طاقتور طبقے سے واپس لے کر وہاں دوبارہ درخت لگانا ایک اچھا عمل اور وقت کی ضرورت ہے لیکن دہائیوں سے جنگلات کی زمین پر آباد ان کسان آبادیوں کو وہاں سے بے دخل کرنا ناانصافی ہے۔

ساتھ یہ بھی یقینی بنایا جائے کہ واگزار کی گئی زمین پر ہر حال میں جنگل ہی لگایا جائے۔ کسانوں اور کسان دوست تنظیموں کا مطالبہ ہے کہ جنگلات کی بحالی کے عمل میں ان میں بسنے والی آبادیوں کے ساتھ مشاورت کی جائے، انہیں بے دخل نہ کیا جائے، انہیں خوراک اگانے کے لیے متبادل زرعی زمین دی جائے۔ گھر اور زمین کی ملکیت کا حق دیا جائے۔

ملتان: کچے کے علاقے کے مسائل

تحریر: محمد صادق

ملتان میں کچے کا علاقہ بہت سے مسائل کا گڑھ بنا ہوا ہے۔ ان مسائل میں سیلاب کا آنا، نہری پانی کا نہ ہونا، سڑکیں، تعلیم، طبی سہولیات کا فقدان، فصل کے کم نرخ، بے روزگاری اور بجلی کا نہ ہونا شامل ہیں۔ سیلاب کے دنوں میں کچے کے علاقے میں رہنے والوں کا بہت نقصان ہوتا ہے۔ گھر تباہ ہو جاتے ہیں، مویشی بیمار ہو جاتے ہیں یا مرجاتے ہیں، رہائش کے لیے متبادل جگہ نہیں ملتی اور سیلاب کے دوران خوراک کا حصول بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ سیلاب کے دنوں میں پکے کے علاقے کے دکاندار اشیائے ضرورت ادھار پر بھی نہیں دیتے۔ ان دنوں میں کچے کے علاقے کے لوگوں کو بند پر پناہ لینی پڑتی ہے۔ اس دوران اکثر گھروں میں موجود سامان بھی چوری ہو جاتا ہے۔

کچے کے علاقے میں نہری پانی کا نظام نہیں ہے اور نا ہی پکی کھالیں (واٹر کورس) ہیں۔ کاشت کے لیے ٹیوب ویل کا پانی استعمال کیا جاتا ہے جس سے زمینیں خراب ہورہی ہیں، ان کی زرخیزی ختم ہورہی ہے۔ اس علاقے میں پختہ سڑکیں بھی نہیں ہیں اور جو سڑکیں اور راستے بنے ہوئے ہیں وہ نجی زمینوں کے درمیان ہیں جسے مالکان جب چاہیں بند کردیتے ہیں۔ اس صورت میں کسی اور جگہ راستہ بنایا جاتا ہے۔ کچے کے علاقے میں اگر کوئی فرد بیمار ہوجائے تو اسے شہر لے جانے میں بہت وقت لگتا ہے اور اس دوران مریض کی حالت مزید بگڑ جاتی ہے۔

کچے کے علاقے میں تعلیم کا حصول بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ موضع ولن میں ایک بھی اسکول موجود نہیں ہے۔ بچوں کو اگر پکے کے علاقے کے اسکول میں داخل کروائیں تو راستے خراب ہونے کی وجہ سے بچے وقت پر اسکول نہیں پہنچ پاتے اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کس وقت راستہ بند ہوجائے گا۔ تعلیم کے حصول میں انہی مسائل کی وجہ سے کچے کے علاقے میں بچے تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں۔ کچے کے علاقے میں مقامی لوگوں کو روزی نہیں ملتی اور اگر مقامی افراد شہر مزدوری کرنے جائیں تو انہیں ملنے والی زیادہ تر اجرت آمدورفت میں ہی ختم ہوجاتی ہے۔

کچے کے علاقے میں رہنے والے کسانوں کو فصل کی قیمت بھی کم ملتی ہے۔ بیوپاری کہتے ہیں کہ منڈی میں فصل وقت پر لاؤ تو اس کی صحیح قیمت ملے گی لیکن خراب راستے اور سیلابی پانی کے باعث فصل کے منڈی تک پہنچنے میں تاخیر ہو جاتی ہے جو اس کی قیمت کم ملنے کی وجہ ہے۔ گرمی ہو یا سردی جو سبزیاں اور پھل اس علاقے میں کاشت کیے جاتے ہیں وہ سڑکیں نہ ہونے کی وجہ سے منڈی میں فروخت نہیں ہوپاتے اور کوئی بیوپاری کچے کے علاقے میں پیداوار خریدنے نہیں آتا۔ کچے کے کسان اگر یہ پھل سبزیاں نہ اگائیں تو انہیں پکے کے علاقے سے یہ خریدنی پڑیں گی جس کی وہ سکت نہیں رکھتے۔ کچے کے علاقے میں بجلی کا نہ ہونا بھی اہم ترین مسئلہ ہے جس کی وجہ سے گرمیوں میں کے علاقے میں رہنا بہت مشکل ہوجاتا ہے۔

کیمیائی کھاد اور زہریلے مواد کا استعمال؛ ضلع لودھراں میں چار کسان ہلاک

تحریر: نوید احمد

1960 کی دہائی میں سبز انقلاب کی آمد کے ساتھ ہی بیج اور دیگر پیداواری وسائل کو کسانوں کی ملکیت اور نگہبانی سے نکال کر ایک تجارتی جنس میں تبدیل کردیا گیا۔ بیج پر کمپنیوں کا اختیار، بیج کی ہائبرڈ اقسام کا فروغ اور اب جینیاتی بیج کی پیداوار نے کسان کو پچھلے 50 سالوں میں اپنے مقامی بیجوں اور روایتی طریقہ زراعت سے محروم کردیا ہے جو ہزاروں سال میں محفوظ کیے گئے تھے۔ پاکستان میں صنعتی زراعت پر مبنی نیولبرل پالیسیوں کو عملاً اپنالیا گیا ہے۔ ان پالیسیوں سے چھوٹے اور بے زمین کسانوں کو جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ انسانوں میں طرح طرح کی بیماریاں اور اموات کے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ صنعتی زراعت میں کیمیائی مواد کے بھاری استعمال نے نا صرف ماحول کو آلودہ کیا بلکہ پودوں اور ان سے جڑی حیات کا بھی بڑے پیمانے پر خاتمہ کیا ہے۔ جن میں شہد کی مکھی، تتلیاں، فصل دوست کیڑے، غذائیت بخش خوراک اور پرندوں کی سینکڑوں اقسام شامل ہیں۔

منافع کے لیے کام کرنے والی ملکی و غیر ملکی زرعی کمپنیوں کو انسانی صحت و بقاء سے کوئی غرض نہیں۔ چاول کی فصل پر یوریا کے ساتھ تھائمیٹ زہر

استعمال کیا جاتا ہے جس کی فروخت پر حکومت پنجاب نے پابندی عائد کررکھی ہے لیکن کمپنیوں کی ملی بھگت سے آج بھی پنجاب کے مختلف اضلاع میں اس زہر کی فروخت جارہی ہے۔ تھائمیٹ زہر کی وجہ سے ہی 13 ستمبر، 2019 کو ضلع لودھراں کے علاقے عبد اللہ پور، موضع سمرا، بستی کوٹھیاں والی میں چار کسانوں کی ہلاکت کا واقعہ پیش آیا۔ بستی کوٹھیاں والی کے تین اور چک نمبر 10 کا ایک کسان مزدوری کے لیے زمیندار کے پاس گئے جس نے چاول کی فصل پر انہیں یوریا کھاد کے ساتھ تھائمیٹ زہر ملا کر چھٹا کرنے کا کام دیا۔ اس کام کے دوران ایک کسان کی حالت بگڑنا شروع ہوئی تو اسے وکٹوریا ہسپتال، بہاولپور لے جایا گیا جہاں پہنچ کر اس نے دم توڑ دیا۔ کچھ دیر بعد دوسرے کسان کا بھی ہسپتال منتقلی کے دوران ہی انتقال ہوگیا۔ اس طرح 12 گھنٹوں کے دوران چاروں کسان زندگی کی بازی ہار گئے۔

روٹس فار ایکوٹی کی ٹیم اس واقعہ کی اطلاع ملنے پر جانچ ہونے والے کسانوں کے گھر گئی اور اس واقعہ کی تفصیلات حاصل کیں۔ مرنے والے کسانوں میں 25 سالہ اللہ وارث ولد محمد ابراہیم، 25 سالہ محمد یاسین ولد محمد اسحاق، 40 سالہ محمد ہیرا ولد غلام حسین اور 45 سالہ محمد سلیم عرف کوڈا شامل ہیں۔ کسانوں کے اہلخانہ نے بتایا کہ تھائمیٹ زہر کے استعمال پر پنجاب میں ایک سال سے اور سندھ میں چار سال سے پابندی عائد ہے لیکن آج بھی یہ زہر سرعام فروخت ہورہا ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اس حادثے کے فوراً بعد علاقہ پولیس نے اہلخانہ سے رابطہ کیا اور کہا کہ جس دکان دار یا ڈیلر سے یہ زہر خریدا گیا ہے اس کے خلاف ایف آئی آر درج کروائیں۔ اس پر اہلخانہ نے رپورٹ درج کروانے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ ''جو فوت ہوگئے ہیں وہ واپس نہیں آئیں گے اور ان کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ وہ ڈیلر یا کمپنی کے خلاف مقدمہ لڑیں''۔ مرنے والے کسانوں کے اہلخانہ نے سوال اٹھایا کہ ''کیا ان کمپنیوں اور حکومتی اداروں کو اس بات کا علم نہیں کہ یہ خطرناک ادویات جان لیوا ہوسکتی ہیں؟ اس وقت آپ کے سامنے چار خاندان ہیں جو بے سہارا ہوگئے ہیں''۔

موسمی تبدیلی: بے وقت بارشوں سے فصلوں کو نقصان

تحریر: نور احمد

قدرت نے چاند، ستارے، سورج، زمین و آسمان، دن و رات ہر شئے کو توازن کے ساتھ ایک بہترین نظام کے تحت تخلیق کیا ہے۔ ہر شئے کی تخلیق میں کوئی نہ کوئی حکمت چھپی ہے اور اس نظام میں کوئی بھی چیز غیر ضروری نہیں لیکن انسانوں نے اپنے مفادات اور تجربات کے ذریعے اس قدرتی نظام میں مداخلت کی کوشش کی ہے جس کے منفی اثرات رونما ہورہے ہیں۔ موسمی تبدیلی کے اثرات اس کی ایک مثال ہے۔

اگر موجود حالات کو دیکھا جائے تو رواں ماہ دسمبر میں بھی خاص سردی کے اثرات نظر نہیں آرہے ہیں۔ وقت پر بارشوں کے نہ ہونے سے کھڑی فصلیں خصوصاً گندم، چاول اور سبزیوں جیسے غذائی فصلیں خراب ہوجاتی ہیں جس سے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں کو شدید نقصان ہورہا ہے۔ ضلع ٹنڈو محمد خان میں اس سال گرمی زیادہ ہونے کی وجہ سے چاول کی فصل سے پیداوار میں کمی ہوئی ہے۔ چاول کی تیار فصل پر ہونے والی بارشوں نے رہی سہی کثر بھی پوری کردی جس سے کسانوں کو بھاری نقصان ہوا ہے۔ چاول کی پنیری کے وقت بھی زیادہ بارش کی وجہ سے تیار کیا گیا بیج ختم ہوگیا تھا۔ کسانوں کو دوبارہ بیج لگانا پڑا لیکن دوبارہ ہونے والی بارش سے کئی کسانوں کا بیج پھر ضائع ہوگیا۔ ٹنڈو محمد خان میں ہائبرڈ بیج سے چاول کی فی ایکڑ پیداوار 90 سے 100 من ہوا کرتی تھی لیکن اس سال صرف 50 سے 60 من فی ایکڑ پیداوار ہوئی ہے۔ پیداوار میں کمی کی وجہ سے کسان سخت پریشان ہیں کیوں کہ ہائبرڈ بیج، کیمیائی کھاد، زہریلے اسپرے جیسے زرعی مداخل کسان منڈی سے مہنگے داموں خریدتے ہیں۔ ضلع ٹنڈو محمد خان میں بے وقت بارشوں سے متاثر ہونے کی وجہ سے سبزیاں بھی عام آدمی کی قوت خرید سے باہر ہوتی جارہی ہیں۔ کسانوں کو ناصرف چاول بلکہ اگلے سال کے لیے گندم کی فصل پر بھی نقصان کا اندیشہ ہے کیونکہ زمینوں پر پانی کھڑا رہنے کی وجہ سے گندم کی بوائی میں تاخیر ہورہی ہے۔

سندھ میں ٹڈی دل کا حملہ

تحریر: محمد شریف

ٹڈی دل کا مطلب ٹڈیوں کا لشکر ہے جسے سندھی میں ماکڑ اور انگریزی میں لوکسٹ (Locust) بھی کہا جاتا ہے۔ بنجر خصوصاً ریتیلی زمین میں چھوٹا سا گڑھا بنا کر ایک ٹڈی ایک ہی وقت میں 80 انڈے دیتی ہے جہاں زمین کی نمی میں انڈوں سے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ ٹڈی اپنی زندگی میں تین بار انڈے دیتی ہے جس کے بعد اس کی طبعی موت واقع ہوجاتی ہے۔ ٹڈی دل مختلف رنگ کے ہوتے ہیں جن میں سفید، سبز، لال، زرد و سنہری رنگ شامل ہیں جبکہ مادہ ٹڈی کا رنگ کالا ہوتا ہے۔ ٹڈیاں لشکر کی صورت میں سفر کرتی ہیں، اس لیے انہیں ٹڈی دل کہا جاتا ہے۔ یہ لشکر رانی یا سردار کے طابع ہوتا ہے۔ سردار یا رانی اڑان بھریں تو باقی لشکر بھی اڑان بھرتا ہے۔ ٹڈیاں رات کو درختوں پر بسیرا کرتی

ہیں اور دن کو اڑان بھرتی ہیں۔ یہ ایک دن میں تقریباً 100 سے 200 کلو میٹر کا سفر طے کرتی ہیں۔ ٹڈیوں کا لشکر ایک وقت میں تقریباً 40 کلو میٹر کے علاقے میں حملہ آور ہوسکتا ہے، جہاں یہ ہر طرح کی نباتات، فصلیں درخت اور پودوں کو کھا کر تباہ کردیتا ہے۔ ٹڈی دل ایک دن میں اپنے وزن کے برابر خوراک استعمال کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ لشکر جہاں سے بھی گزرتے ہیں وہاں فصلوں کو چٹ کرجاتے ہیں۔

اقوام متحدہ کا ادارہ برائے خوراک و زراعت (FAO) کے مطابق یہ ٹڈیاں ایتھوپیا، صومالیہ، یمن، سعودی عرب اور پھر عمان سے ہوتی ہوئی ایران میں داخل ہوئیں اور وہاں سے بلوچستان کے ضلع چاغی اور پھر صوبہ سندھ پہنچی ہیں۔ FAO (ایف اے او) کے مطابق دنیا کے 30 ممالک ٹڈی دل کے حملے کی زد میں ہیں۔ عرب ممالک میں یہ کثرت سے پائی جاتی ہیں جہاں یہ انسانوں کی پسندیدہ خوراک میں بھی شامل ہیں۔ آجکل یہ ٹڈی دل صوبہ سندھ کے بیشتر اضلاع میں حملہ آور ہیں۔ مئی، 2019 میں سندھ کے صحرائی علاقے خصوصاً عمر کوٹ، تھر پارکر اور گردو نواح کے اضلاع میں ٹڈی دل کے پہنچنے کی اطلاعات موصول ہوئی تھیں لیکن اب کچھ ہی عرصے میں ان کی تعداد لاکھوں سے تجاوز کرگئی ہے۔ یہ ٹڈی دل سندھ کے بیشتر اضلاع کا چکر کاٹ چکے ہیں۔

وزیر زراعت سندھ اسماعیل راہو کے مطابق ٹڈی دل کے حملے سے بچاؤ کے لیے انہوں نے وفاقی حکومت سے کئی بار مدد طلب کی ہے مگر وفاق مدد نہیں کررہا۔ صوبائی وزیر کا کہنا تھا کہ وفاقی حکومت کے محکمہ تحفظ نباتات (پلانٹ پروٹیکشن ڈپارٹمنٹ) کے پاس فضائی اسپرے کرنے کے لیے 20 ہوائی جہاز ہیں جن میں سے صرف تین ہی قابل استعمال ہیں۔ بارہا درخواستوں کے بعد وفاق نے تین میں سے ایک ہوائی جہاز 19 جون، 2019 کو سندھ بھیجا ہے۔ وزیر زراعت کے مطابق گھوٹکی، سکھر، شکارپور، خیرپور، نوشہرو فیروز، سانگھڑ، بے نظیرآباد، حیدرآباد، بدین، تھرپارکر، عمرکوٹ سمیت سندھ کے 12 اضلاع میں ٹڈی دل نے حملہ کیا ہے۔ صوبائی حکومت نے 15 اضلاع میں ٹڈی دل سے بچاؤ کے مراکز قائم کیے ہیں جن کا کنٹرول روم حیدرآباد میں قائم کیا گیا ہے۔ اب تک سکھر اور تھرپارکر میں 6,000 ایکڑ رقبے پر فضائی اسپرے کیا گیا ہے جبکہ لاکھوں ایکڑ رقبے پر ابھی اسپرے ہونا باقی ہے۔

ٹڈیوں کے خاتمے کے لیے استعمال ہونے والی دوا بیرون ملک سے درآمد کی جاتی ہے اور اسے درآمد کرنے کا اختیار صرف وفاقی حکومت کے پاس ہے۔ اب تک ٹڈی دل نے سندھ کے 101,613 ایکڑ رقبے پر حملہ کیا ہے تاہم سندھ حکومت کا کہنا ہے کہ دوسری بار ہونے والے ٹڈی دل کے حملے سے شہریوں یا فصلوں کو نقصان کا اندیشہ نہیں ہے۔ کسانوں کا خیال ہے کہ ٹڈی دل کو مئی میں ہی روکا جانا چاہیے تھا کیونکہ اس وقت ان کی تعداد بھی کم تھی اور وہ زیادہ تر صحرائی علاقوں میں موجود تھیں جہاں ان پر زمینی و فضائی اسپرے کیا جاسکتا تھا۔ ماہرین کے مطابق اکثر اوقات ٹڈی دل صحرائی علاقے سے گزرتے ہیں لیکن موسمی تبدیلی کہ وجہ سے ان کے راستے بھی تبدیل ہوچکے ہیں اس لیے ٹڈی دل اب ملک کے کسی بھی حصے میں حملہ آور ہوسکتے ہیں۔

ضلع سانگھڑ، سندھ میں کسانوں نے اس صورتحال کے خلاف احتجاج کیا ہے لیکن جس طرح کے حالات ہیں اور بنتے جارہے ہیں کسانوں کو حکومتی غیرذمہ داری اور لاپرواہی کے خلاف بھرپور طریقے سے احتجاج کرنے کی ضرورت ہے۔ صوبائی اور وفاقی حکومت کو اپنے سیاسی اختلافات ایک طرف رکھ کر ہنگامی بنیادوں پر ٹڈی دل سے نمٹنے کے لیے اقدامات کرنے چاہیے۔ بصورت دیگر ٹڈی دل کا بڑھتا ہوا حملہ ایک ایسی تباہی کا باعث بن سکتا ہے جس کے انتہائی منفی اثرات سے کسانوں اور غریب آبادیوں کو کوئی نہیں بچاسکے گا۔

مقبوضہ جموں وکشمیر پر بھارتی تسلط نا منظور!

پریس ریلیز

بھارتی یوم آزادی 15 اگست، 2019 کو یوم سیاہ کے طور پر منانے کے فیصلہ کے تحت پاکستان کسان مزدور تحریک، روٹس فار ایکوٹی، سوجھلا فار سوشل چینج اور دیگر تنظیموں نے ملتان پریس کلب کے باہر ایک احتجاجی مظاہرہ کا اہتمام کیا۔

آج تقریباً 80 لاکھ کشمیری عوام بھارتی تسلط کے زیر سایہ تشدد، قید اور خطرناک حد تک سیاسی اور انسانی حقوق بشمول زندگی اور آزادی کے حق کی پامالی کا شکار ہیں۔ بھارت نے اپنے آئین آرٹیکل کے 35 A جو کے غیر کشمیریوں کو کشمیر میں جائیداد اور زمین کی خرید وفروخت پر پابندی عائد کرتا تھا کو ختم کردیا ہے۔ یعنی اب جموں وکشمیر جو کہ دنیا کا سب سے زیادہ عسکری مقبوضہ علاقہ ہے میں مزید تشدد کے دروازے کھولتے ہوئے وہاں کے عوام کے حق خود ارادیت کو کچل دیا ہے۔ یہ اقدام جموں وکشمیر میں فلسطین کے طرز پر مسلم اکثریت کو ختم کرکے ہندو اکثریت قائم کرنے کی طرف پیش قدمی ہے۔

5 اگست، 2019 سے بھارتی سیاستدان اور دیگر عناصر جموں وکشمیر میں زمین کی خریداری کے اجازت پر نہ صرف جشن منارہے ہیں بلکہ یہ تک کہہ رہے ہیں کہ اب کشمیری عورتوں کو بھی حاصل کریں گے۔

اس کے بعد سے آج تک جموں وکشمیر میں ہر طرح کا مواصلاتی نظام جس میں ٹیلی فون، موبائل، انٹرنیٹ، ٹیلی وژن اور ریڈیو سروس بھی شامل ہیں مکمل طور پر بند ہے۔ بھارتی پولیس کی تحویل میں 1,300 سے زائد کشمیری حریت پسند، دانشوروں، انسانی حقوق کے کارکنوں کی کوئی خیر خبر تک نہیں آرہی۔ نہ صرف یہ بلکہ مکمل مواصلاتی بندش کے نتیجہ میں کشمیری عوام خصوصاً عورتوں اور بچوں کے ساتھ بھارتی فوج اور پولیس کی جانب سے دیگر انسانی حقوق کی متوقع سنگین خلاف ورزیاں بھی منظر عام پر نہیں آرہی ہیں۔

دنیا بھر خصوصاً پاکستانی عوامی تحریکوں سے وابستہ کارکنان جموں وکشمیر میں بھارتی سامراجیت کو مسترد کرتے ہوئے مطالبہ کرتے ہیں:

1۔ جموں وکشمیر میں فوری طور پر کرفیو اور اس سے جڑے ہوئے حالت کا خاتمہ اور کشمیر کے اندر اور باہر تمام طرح کے مواصلاتی نظام کی فوری بحالی۔

2۔ نوآبادیاتی قانون PSA کے تحت تمام گرفتار کشمیریوں کی بلاشرط فوری رہائی۔

3۔ جموں وکشمیر سے تمام بھارتی افواج کا بلاشرط فوری انخلا اور مسئلہ کے حتمی حل اور امن کے قیام کے لیے اقوام متحدہ کے تحت ایک غیر جانبدار فورس کی تعیناتی۔

4۔ اقوام متحدہ کے قراردادوں کے مطابق کشمیریوں کی مکمل آزادی اور بنیادی انسانی حقوق یقینی بنانے کے لیے پورے جموں وکشمیر میں اصطواب رائے۔

جاری کردہ: پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی)

زراعت میں کیمیائی زہریلے مواد کے استعمال کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

پریس ریلیز

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) کی جانب سے 18 اگست، 2019 کنب پریس کلب، خیرپور کے سامنے زہریلی کیمیائی کھاد اور اسپرے کے استعمال کے خلاف کسانوں نے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ اس موقع پر پی کے ایم ٹی کے رکن امام الدین، نذرحسین، محمد عظیم، شہزادو اور دیگر ارکان کا کہنا تھا کہ سبز انقلاب سے لے کر جدید زراعت تک زراعت میں سرمایہ دار کمپنیوں کی مداخلت نے کسانوں کو معاشی بدحالی سے دوچار کیا ہے اور جدید زراعت میں استعمال ہونے والے کیمیائی زہریلے مداخل سے ناصرف کسانوں کی صحت پر بلکہ قدرتی ماحول میں رہنے والے تمام جانداروں پر منفی اثرات مرتب ہورہے ہیں۔ کسان خصوصاً بے زمین کسان مزدور کمپنیوں، بیوپاری اور جاگیرداروں سے لیے گئے قرض کے دلدل میں دھنستے جارہے ہیں۔ زیادہ پیداوار کی لالچ میں کیمیائی زہریلے زرعی مداخل کے استعمال سے ماحولیاتی نظام آلودہ ہورہا ہے لیکن کمپنیاں صرف منافع سمیٹ رہی ہیں جو کمپنیوں کی سماجی ذمہ داریوں کے تحت ماحول اور انسانی صحت کے تحفظ کے لیے کوئی اقدامات نہیں کررہی ہیں۔

کسانوں کا کہنا تھا کہ زرعی زہر اصلی ہو یا نقلی دونوں ہی ماحول اور

انسانی صحت کے لیے نقصاندہ ہوتے ہیں۔ اسی لیے کسان فصلوں میں کیمیائی زہریلے مواد کے استعمال کے خلاف ہیں۔ حکومتی سطح پر زہریلے ادویات سے ہونے والے نقصانات کی روک تھام کے لیے بھی عملی طور پر کوئی بھی اقدامات نہیں اٹھائے گئے ہیں اور حکومت نے کسانوں کو کمپنیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔

ادارہ تحفظ ماحولیات (EPA) بھی فصلوں پر کیمیائی زہریلے مواد کے استعمال اور ان سے ہونے والے نقصانات کی روک تھام کے لیے عملی اقدامات نہیں کررہی۔ بی کیو ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ کی ایک تحقیق کے مطابق ہر سال تقریباً پانچ لاکھ پاکستانی کیمیائی اور زہریلے مواد کی وجہ سے مختلف بیماریوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں جن میں سے تقریباً 10,000 افراد موت کا شکار ہوجاتے ہیں۔ عالمی ادارہ صحت (WHO) کے مطابق ترقی پذیر ممالک میں ہر سال 30 لاکھ سے زیادہ افراد کیڑے مار ادویات اور زہر کی وجہ سے بیمار ہوجاتے ہیں جن میں سے تقریباً 220,000 موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔ پاکستان ایگریکلچرل ریسرچ کونسل (PARC) کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کے دیہی علاقوں میں کپاس کی فصل پر کام کرنے والے کسانوں میں سے ہر سال 10,000 کسان زہریلے اسپرے کے استعمال سے متاثر ہوتے ہیں۔

احتجاج میں شامل کسانوں نے فصلوں پر کیمیائی اور زہریلے مواد کے استعمال، انہیں بنانے اور فروخت کرنے والی کمپنیوں کے خلاف نعرے لگائے۔

زہریلی زراعت سے جان چھڑاؤ، زندگی بچاؤ!

زرعی کمپنیوں کو بھگاؤ، ماحول بچاؤ!

زراعت میں سرمایہ داری نامنظور!

جاری کردہ: پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی)

ہریانہ بالا، پشاور کے کسانوں کی زمین سے بے دخلی نامنظور!

پریس ریلیز

کسان ایکشن کمیٹی ہریانہ بالا نے کسانوں کی ان کی زرعی زمینوں سے بیدخلی کے خلاف پشاور پریس کلب پر 18 ستمبر، 2019 کو ایک احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرے میں کسانوں کا کہنا تھا کہ انہوں نے تقریباً 80 سال پہلے اس بنجر زمین کو اپنی محنت سے آباد کیا لیکن اب نادرن بائی پاس سڑک کی تعمیر کے لیے اس زمین پر آباد سینکڑوں کسانوں سے ان کی زرخیز زرعی زمین اور گھر بلامعاوضہ چھینے جارہے ہیں جن کے پاس نہ متبادل روزگار ہے اور نہ ہی گھر۔ کسانوں کا کہنا تھا کہ یہ گھر بھی انہوں نے اپنی محنت اور کمائی سے تعمیر کیے ہیں۔ اس منصوبے سے متاثر ہونے والے دیہی علاقوں میں گڑھی بجاز، چولی

بالا، چولی پایان، مترا، گڑھی ولی محمد و دیگر شامل ہیں جہاں کسانوں کو ان کے گھر اور زرعی زمینوں سے زبردستی بے دخل کیا جارہا ہے۔ زمین اور رہائش گاہوں کی تباہی پر حکومت کی طرف سے دیے گئے معاوضے پر بڑے بڑے جاگیرداروں اور سیاسی اشرافیہ نے قبضہ کرکے کسانوں کو بے روزگاری اور غربت کی چکی میں پسنے پر مجبور کردیا ہے۔

کسانوں کا کہنا تھا کہ ''ہم کسان اس مسئلہ کے حل کے لیے بہت سے متعلقہ سرکاری دفاتر اور حکام کے پاس گئے لیکن کسی ادارے نے مدد نہیں کی''۔ اطلاعات کے مطابق یہ شاملاتی زمین ہے جسے کسانوں کے آباؤ اجداد نے آباد کیا جبکہ کچھ زمین علاقے کے جاگیردار شیر عالم خان کی ہے۔ کسانوں کی زمین اور ان کے گھروں کا معاوضہ جاگیردار شیر عالم خان وصول کررہا ہے جس پر کسانوں کا حق ہے۔ شیر عالم خان کو مقامی رکن قومی اسمبلی نور عالم خان کی پشت پناہی حاصل ہے جس کی وجہ سے کسانوں کی آواز سننے والا کوئی نہیں ہے۔ مزید یہ کہ کسانوں کو حراساں کرنے کے لیے جھوٹی ایف آئی آر درج کرکے پولیس کے ذریعے تنگ کرنے اور کسانوں کی گرفتاری کا عمل جاری ہے۔

دنیا کے دیگر تیسری دنیا کے ممالک کی طرح پاکستان میں بھی بڑے تعمیراتی منصوبوں مثلاً ڈیم، موٹر ویز، ہائی ویز اور خصوصی اقتصادی زون کی تعمیر کے لیے عوام خصوصاً کسانوں کی زمین پر قبضہ ایک عام روایت بن گئی ہے۔

خیال رہے کہ یہ منصوبہ صرف افغانستان سے آزاد تجارت بڑھانے کے لیے تعمیر کیا جارہا ہے۔ اطلاعات کے مطابق اس منصوبے کو خیبر پاس اقتصادی راہداری سے جوڑا جائے گا، جس کے لیے رقم عالمی بینک کی جانب سے جون، 2018 میں منظور کی گئی۔ ان ترقیاتی منصوبوں کی منصوبہ بندی کے وقت اس کے مقامی آبادیوں کے روزگار، ماحولیات اور طرز زندگی پر پڑنے والے اثرات کو یکسر نظر انداز کردیا جاتا ہے جو دہائیوں سے آباد کسان آبادیوں کے غذائی تحفظ کے خاتمے اور ان میں بھوک و غربت میں مزید اضافے کے ساتھ ساتھ ماحولیاتی تباہی کا باعث بن رہے ہیں۔

کسان ایکشن کمیٹی حکومت اور متعلقہ اداروں اور حکام سے مطالبہ کرتی ہے کہ:

- گرفتار شدگان کی فوری رہائی اور ان پر جھوٹے مقدمات ختم کیے جائیں۔
- سڑک کی تعمیر کے لیے گرائے جانے والے گھروں کے لیے متبادل زمین اور ان کی تعمیر کے لیے رقم براہ راست کسانوں کو ادا کی جائے۔
- کسانوں کو کھیتی باڑی کے لیے متبادل زرعی زمین دی جائے۔
- ملک بھر میں ترقیاتی منصوبے اور خصوصی اقتصادی زونز کی تعمیر کے لیے زمینی قبضے کا عمل بند کیا جائے۔

- ملک بھر میں زمین کسانوں میں منصفانہ اور مساویانہ بنیادوں پر تقسیم کی جائے تاکہ جاگیرداری نظام کا خاتمہ یقینی ہو۔

منجانب: کسان ایکشن کمیٹی ہریانہ بالا پشاور، پاکستان کسان مزدور تحریک

دیہی عورتوں کا عالمی دن

پریس ریلیز

روٹس فار ایکوٹی اور پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) نے 15 اکتوبر، 2019 کو پیسٹی سائیڈ ایکشن نیٹ ورک، انٹرنیشنل وومن الائنس، ایشین پیزنٹ کولیشن اور دیگر ایشیائی تنظیموں کے ساتھ مل کر دیہی عورتوں کا عالمی دن منایا۔ پی کے ایم ٹی کی جانب سے اس دن کی مناسبت سے خیبرپختونخوا، ہری پور ھطار کے علاقے کامل پور میں ایک جلسہ کا اہتمام کیا گیا جس میں پی کے ایم ٹی ارکان کے علاوہ مختلف علاقوں سے کسان مزدور اور گھریلو عورتوں نے شرکت کی۔

جلسے سے خطاب کرتے ہوئے پی کے ایم ٹی کی رکن ردا بتول کا کہنا تھا کہ مجموعی زرعی نظام میں دیہی عورتوں کا کردار ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ دیہی عورتیں ناصرف مختلف فصلوں، سبزیوں کی کاشت اور کٹائی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں بلکہ، مویشیوں کی افزائش اور ان کی دیکھ بھال بھی کرتی ہیں۔ خوراک و زراعت میں دیہی عورتوں کی ان کمر توڑ خدمات اور کردار کے باوجود انہیں اس پدر شاہی نظام میں انہیں کسان ہی نہیں سمجھا جاتا۔

ایک بے زمین کسان عورت نازیہ کا کہنا تھا کہ کسان مزدور عورتیں سبزیوں اور دیگر فصلوں کی بیجائی و کٹائی خصوصاً کپاس کی چنائی جیسا سخت ترین کام کرتی ہیں جس کے بدلے انہیں بمشکل صرف 200 سے 300 روپے یومیہ اجرت دی جاتی ہے۔ اس قلیل اجرت پر زرعی مزدور عورتیں انتہائی سخت حالات میں شدید گرمی یا سردی میں آٹھ سے دس گھنٹے کام کرنے پر مجبور ہیں۔

پی کے ایم ٹی، ہری پور کے ضلعی رابطہ کار خالد محمود نے اس موقع پر کہا کہ کیمیائی کھاد اور زرعی زہر سے ہونے والی زرعی پیداوار عورتوں کی صحت پر انتہائی منفی اثرات مرتب کر رہی ہے۔ عورتیں ان زہریلے ہائبرڈ بیج اور اسپرے کے درمیان کام کرنے پر مجبور ہیں جہاں وہ خارش، سانس اور دیگر امراض کا شکار ہوتی ہیں۔

پی کے ایم ٹی خیبرپختونخوا کے رابطہ کار فیاض احمد نے کہا کہ سرمایہ داری نظام میں غیر پائیدار پیداواری نظام اور قدرتی وسائل کا شدید استحصال ہی موسمی تبدیلی کی وجہ ہے۔ موسمی بحران اور آفات نے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدور خصوصاً دیہی عورتوں کی زندگیوں کو تباہی سے دوچار کردیا ہے۔ متواتر سیلاب، غیر موسمی بارشیں اور طوفان پیداوار میں نقصان اور خوراک کی قلت کا باعث بن رہے ہیں۔ نباتاتی ایندھن کے لیے بڑے پیمانے پر گنے کی کاشت نے کسان مزدور عورتوں کے لیے مزید مسائل کھڑے کردیے ہیں جو گنے کی کٹائی سے وابستہ ہیں اور اجرت کے بدلے گنے سے حاصل ہونے والا چارے پر ہی اکتفا کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ ان کے پاس اپنے مویشیوں کا چارہ کاشت کرنے کے لیے زمین نہیں ہے۔

یہی تمام وجوہات ہیں کہ آج ملک کی 60 فیصد آبادی غذائی عدم تحفظ کا شکار ہے۔ نیشنل نیوٹریشن سروے 2018 کے مطابق پاکستان میں 15 سے 49 سال عمر کی 41.7 فیصد عورتیں خون کی کمی کا شکار ہیں۔ دیہات میں یہ شرح 44.3 فیصد ہے جبکہ 79.7 فیصد عورتیں وٹامن ڈی کی کمی کا شکار ہیں۔

پی کے ایم ٹی دیہی عورتوں کے عالمی دن کے موقع پر مطالبہ کرتی ہے کہ خوراک کی خودمختاری کے حصول کے لیے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدور مرد و عورتوں میں منصفانہ اور مساویانہ بنیادوں پر زمین تقسیم کی جائے۔ یہ لازم ہے کہ خوراک و زراعت کی پیداوار کے حوالے سے تمام تر پالیسی سازی کا اختیار چھوٹے پیمانے پر پیداوار کرنے والے بشمول چھوٹے کسان، ماہی گیر اور دیگر استحصال کے شکار طبقات کے ہاتھ میں ہو۔ پی کے ایم ٹی یقین رکھتی ہے کہ خوراک کی خودمختاری ہی خوراک و زراعت میں خود انحصاری، بھوک، غذائی کمی اور غربت کے خاتمے کی راہ ہوسکتی ہے۔

جاری کردہ: پاکستان کستان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی)

بھوک ۔ کمپنیوں کے منافع میں اضافے کا ذریعہ!

پریس ریلیز

اقوام متحدہ کا عالمی ادارہ برائے خوراک و زراعت (FAO) 16 اکتوبر، 2019 کو خوراک کا عالمی دن ”ہیلتھی ڈائیٹ فار زیرو ہنگر ورلڈ“ یعنی بھوک سے پاک دنیا کے لیے صحت بخش خوراک کے عنوان سے منا رہا ہے۔ بدقسمتی سے ایف اے او لاعلم ہے کہ پوری دنیا کے لیے خوراک پیدا کرنے والے خود صحت بخش خوراک تو دور بھوک کا شکار ہیں۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے جس کا سامنا دنیا بھر میں خصوصاً تیسری دنیا کے ممالک میں لاکھوں لوگ کر رہے ہیں جس کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اس دن کو بھوک کے عالمی دن کے طور پر منایا جاتا ہے۔

ایشین پیزنٹ کولیشن (APC) اور اس کی رکن تنظیمیں 2012 سے اس دن کو بھوک کے عالمی دن کے طور پر مناتی آرہی ہیں۔ اس دن کی مناسبت سے پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی)، روٹس فار ایکوٹی اور اے پی سی نے 16 اکتوبر، 2019 کو خیرپور، سندھ میں ایک کسان جلسہ اور احتجاجی مظاہرے کا اہتمام کیا۔

پی کے ایم ٹی، سندھ کے رہنماؤں علی نواز جلبانی، پٹھانی، غلام جعفر، راجہ مجیب، حاکم گل، محمد شریف، ولی حیدر، علی گل، نور احمد، محمد عظیم اور دیگر رہنماؤں کا اس موقع پر کہنا تھا کہ ایف اے او کی رپورٹ ’’اسٹیٹ آف فوڈ سیکورٹی اینڈ نیوٹریشن ان دی ورلڈ 2019‘‘ کے مطابق دنیا میں آج بھی 820 ملین افراد بھوک کا شکار ہیں اور تقریباً دو بلین افراد کو صاف، صحت بخش خوراک تک رسائی حاصل نہیں ہے۔ غذائی تحفظ کے حوالے سے دنیا کے ہر براعظم میں مرد سے زیادہ عورتیں غذائی عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ دنیا کے تقریباً آدھے بلین بھوک کے شکار افراد ایشیاء میں ہیں جن کی اکثریت جنوبی ایشیائی ممالک میں رہتی ہے، جبکہ غذائی کمی کے شکار افراد کی سب سے زیادہ شرح 15 فیصد بھی جنوبی ایشیاء میں ہے۔ گلوبل ہنگر انڈکس 2018 کے مطابق دنیا میں 119 ممالک کی فہرست میں پاکستان 106 نمبر پر ہے۔ عالمی غذائی پروگرام (WFP) کے مطابق پاکستان کی 60 فیصد آبادی اب بھی غذائی عدم تحفظ کا شکار ہے جبکہ پانچ سال سے کم عمر کے 15 فیصد بچے شدید غذائی کمی کا شکار ہیں جو کہ اس خطے میں دوسری بلند ترین شرح ہے۔ اس کے علاوہ اسی عمر کے 44 فیصد بچے عمر کے حساب سے بڑھوتری نہ ہونے (اسٹنٹڈ) اور 32 فیصد بچے عمر کے حساب سے وزن میں کمی کے شکار (ویسٹڈ) ہیں۔

بھوک کی وجہ خوراک کی کمی سے کہیں زیادہ غذائی پیداواری نظام اور خوراک کی تقسیم میں ہے۔ بڑے پیمانے پر عدم مساوات کی ایک بڑی وجہ یہ کہ زیادہ تر زرعی زمین چند بڑے جاگیرداروں اور زمینداروں کے قبضے میں ہے جبکہ کسانوں کی اکثریت بے زمین ہے۔ عالمی بینک کے مطابق پاکستان میں 45 فیصد زرعی زمین صرف دو فیصد جاگیرداروں اور زمین داروں کے قبضے میں ہے جبکہ باقی 98 فیصد کے پاس صرف 55 فیصد زرعی زمین ہے۔ دیہی آبادیاں خصوصاً بے زمین کسانوں کے روزگار کا انحصار قدرتی وسائل پر ہے جبکہ آزاد تجارت کے تحت قدرتی وسائل بشمول بیج، پانی اور دوسرے پیداواری وسائل کے ساتھ ساتھ مقامی آبادیوں کے ان وسائل پر حق کو غصب کرکے انہیں منافع کے لیے استعمال کیا جارہا ہے۔ یہ عمل ان آبادیوں کے قدرتی وسائل پر ڈاکہ ڈالنے، حیاتیاتی تنوع کی تباہی کا باعث ہے جس کی وجہ بین الاقوامی کمپنیوں کی ناختم

ہونے والی منافع کی ہوس ہے۔

بین الاقوامی کمپنیوں کی جانب سے رکازی ایندھن کی بنیاد پر غیر پائیدار صنعتی پیداوار اور قدرتی وسائل کے بے دریغ استحصال نے پاکستان کی دیہی آبادیوں خصوصاً چھوٹے اور بے زمین کسانوں کو تباہی سے دوچار کیا ہے۔ ملک بھر میں تواتر کے ساتھ شدید گرمی کی لہر، بے موسم بارشیں اور طوفان فصلوں کی تباہی اور پیداوار میں کمی کی وجہ بن رہے ہیں۔ ملک بھر سے کسانوں کی جانب سے فصلوں کی تباہی کی خبریں موصول ہورہی ہیں۔ خیبرپختونخوا میں ٹماٹر، پنجاب میں مکئی اور سندھ میں کپاس اور چاول کی فصلیں متاثر ہوئی ہیں جس سے کسانوں کو شدید مالی مشکلات کا سامنا ہے اور سرکاری سطح پر اس کے ازالے کے لیے اب تک کچھ نہیں کیا گیا ہے۔ کسانوں کا کہنا ہے کہ کئی بین الاقوامی کمپنیوں کا چاول کا ہائبرڈ بیج پیداوار نہیں دے رہا جو سندھ کے چاول کے تقریباً 75 فیصد زیر کاشت رقبے پر استعمال کیا گیا ہے۔ چاول اور کپاس کی فصل سے جڑے ہزاروں زرعی مزدور خصوصاً بے زمین کسان عورتوں کا روزگار ختم ہورہا ہے جو شہروں کی طرف دیہی آبادیوں کی مزید نقل مکانی کا باعث ہوگا جہاں انہیں غیر انسانی ماحول میں زندگی گزارنی پڑتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بڑی بڑی بیج کمپنیوں کے ہاتھوں یہ کسان مزدور طبقہ مزید استحصال کا شکار ہوگا۔

خوراک و زراعت کی پیداوار پر زرعی کیمیائی کمپنیوں کا تسلط ہی ناصرف پاکستان بلکہ ایشیاء سمیت دنیا بھر میں بھوک اور غربت میں اضافے کی بنیادی وجہ ہے۔ یہ ضروری ہے کہ حکومت ہنگامی بنیادوں پر موسمی تبدیلی اور صنعتی زرعی طریقوں سے متاثر ہونے والے کسانوں کے نقصانات کی تلافی کرے۔ یہ واضح ہے کہ خوراک، زمین اور منڈی پر سرمایہ دار کمپنیوں کی اجارہ داری کے خاتمے سے ہی پاکستان بلکہ دنیا سے بڑھتی ہوئی بھوک اور غذائی کمی کا خاتمہ ممکن ہے۔ زمین کی منصفانہ اور مساویانہ تقسیم ہی خوراک کی خودمختاری کی ضمانت ہے۔ عوامی ترقی اور آبادیوں کا حق صرف حقیقی زرعی اصلاحات کے نفاذ اور ایگرو ایکولوجی یعنی زرعی ماحولیاتی نظام کے فروغ سے ممکن ہے جس کی بنیاد زرعی ماحولیاتی اصولوں پر مبنی ہو۔

جاری کردہ: پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی)

ہریانہ بالا، پشاور کے کسانوں کی زمین سے بے دخلی نامنظور!

پریس ریلیز

دنیا کے دیگر تیسری دنیا کے ممالک کی طرح پاکستان میں بھی بڑے تعمیراتی منصوبوں مثلاً ڈیم، موٹر ویز، ہائی ویز اور خصوصی اقتصادی زون کی تعمیر کے لیے عوام خصوصاً کسانوں کی زمین پر قبضہ ایک عام روایت بن گئی ہے۔ ان ترقیاتی منصوبوں کی منصوبہ بندی کے وقت اس کے مقامی آبادیوں کے روزگار،

ماحولیات، قدرتی وسائل اور طرز زندگی پر پڑنے والے اثرات کو یکسر نظر انداز کردیا جاتا ہے جو دہائیوں سے آباد کسان آبادیوں کے غذائی تحفظ کے خاتمے اور ان میں بھوک و غربت میں مزید اضافے کے ساتھ ساتھ ماحولیاتی تباہی باعث بن رہے ہیں۔

نیشنل ہائی ویز اتھارٹی (NHA) نے پشاور میں ایسا ہی ایک منصوبہ ''نادرن بائی پاس سڑک منصوبہ'' کی تعمیر جاری رکھی ہوئی ہے۔ یہ سڑک علاقہ ہریانہ بالا سے گزررہی ہے جس کے درمیان آنے والے بہت سے دیہات کی زرعی زمین اور رہائشی مکانات کو مسمار کیا جارہا ہے۔ گاؤں گڑھی بجاز، چولی بالا، چولی پایان، متزا، گڑھی ولی محمد و دیگر دیہات میں کسانوں کو ان کے گھر اور زرعی زمینوں سے زبردستی بے دخل کیا جارہا ہے۔ ان دیہاتوں میں آبادیاں تقریباً 80 سالوں سے اس زمین کو کاشت کررہے ہیں اور اسی زمین پر کسانوں نے اپنے اخراجات سے خود رہائش کے لیے گھر بھی تعمیر کیے ہیں۔

کسان ایکشن کمیٹی ہریانہ بالا نے کسانوں کو ان کی زرعی زمینوں سے بیدخلی کے خلاف پشاور پریس کلب پر 19 نومبر، 2019 کو احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرے میں کسانوں کا کہنا تھا کہ کسان اس پہلے بھی زمین سے بیدخلی کے خلاف 18 ستمبر، 2019 کو احتجاج کرچکے ہیں۔ اس احتجاج کے بعد 9 نومبر کو پولیس نے مقامی جاگیردار کے کارندوں کے ہمراہ رہائشی محمد کریم کا زیرتعمیر مکان گرادیا اور تعمیری سامان اپنے ساتھ لے جانے کی بھی کوشش کی جو کسانوں کی جانب سے مزاحمت کی وجہ سے کامیاب نہیں ہوسکی۔ اس مزاحمت کے نتیجے میں پولیس نے 10 مقامی کسانوں کے خلاف ایف آئی آر درج کرکے انہیں گرفتار کرلیا جو فلحال ضمانت پر ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پولیس نے دو کسانوں کے ٹریکٹر بھی قبضے میں لے لیے جو اب تک تھانے میں ہیں۔ یہی نہیں مقامی پولیس کی بھاری نفری نے اپنے افسران کے ساتھ رات آٹھ بجے دروازے توڑ کر زبردستی گھروں میں داخل ہونے کی کوشش کی، پولیس نے انتہائی غیر مہذب رویہ اپناتے ہوئے عورتوں اور بچوں کو حراساں بھی کیا۔

ہریانہ بالا کے کسانوں نے 80 سال پہلے اس بنجر زمین کو اپنی محنت سے آباد کیا اب نادرن بائی پاس سڑک کی تعمیر کے لیے اس زمین پر آباد سینکڑوں کسانوں سے ان کی زرخیز زرعی زمین اور رہائشی گھر بلامعاوضہ چھینے جارہے ہیں جن کے پاس روزگار کا کوئی متبادل نہیں ہے اور نا ہی گھر کا۔ کسان اس مسئلہ کے حل کے لیے بہت سے متعلقہ سرکاری دفاتر اور حکام کے پاس گئے لیکن کسی ادارے نے کسانوں کی مدد نہیں کی۔ اطلاعات کے مطابق یہ شاملاتی زمین ہے جسے کسانوں کے آباؤ اجداد نے آباد کیا جبکہ کچھ زمین علاقے کے جاگیردار شیر عالم خان کی ہے۔ کسانوں کی زمین اور ان کے گھروں کا معاوضہ بھی جاگیردار شیر عالم خان وصول کررہا ہے جس پر کسانوں کا حق ہے۔ شیر عالم خان کو مقامی رکن قومی اسمبلی نور عالم خان کی پشت پناہی حاصل ہے جس کی وجہ سے کسانوں کی آواز سننے والا کوئی نہیں ہے۔ مزید یہ کہ کسانوں کو حراساں کرنے کے لیے جھوٹی ایف آئی آر درج کرکے پولیس کے ذریعے تنگ کرنے کا عمل جاری ہے۔

کسان ایکشن کمیٹی ہریانہ بالا حکومت اور متعلقہ اداروں اور حکام سے مطالبہ کرتی ہے کہ:

- سڑک کی تعمیر کے لیے گرائے جانے والے گھروں کے لیے متبادل زمین اور ان کی تعمیر کے لیے رقم براہ راست کسانوں کو ادا کی جائے۔
- کسانوں کو کھیتی باڑی کے لیے متبادل زرعی زمین دی جائے۔
- ملک بھر میں ترقیاتی منصوبے اور خصوصی اقتصادی زونز کی تعمیر کے لیے زمینی قبضے کا عمل بند کیا جائے۔
- ملک بھر میں زمین کسانوں میں منصفانہ اور مساویانہ بنیادوں پر تقسیم کی جائے تاکہ جاگیرداری نظام کا خاتمہ یقینی ہو۔

امن پسند کسانوں کے مطالبے کو حکومت نظرانداز نہیں کرسکتی خاص طور پر اس صوبے میں جہاں تبدیلی سرکار پچھلے تقریباً چھ سال سے زائد عرصہ سے اقتدار میں ہے۔ کسانوں کے جائز مطالبات فلفور تسلیم کیے جائیں ورنہ یہ بات ثابت ہوجائے گی کہ اس ملک میں غریب کے لیے اصول کچھ ہیں اور امیر کے لیے کچھ اور۔ یقیناً مدینے کی ریاست انصاف کے بغیر ممکن نہیں۔

منجانب: کسان ایکشن کمیٹی ہریانہ بالا پشاور، پاکستان کسان مزدور تحریک

مکئی و چاول کی پیداوار پر ہائبرڈ بیج اور موسمی تبدیلی کے اثرات

تحریر: چوہدری محمد اسلم

پنجاب میں حکومت، بین الاقوامی وملکی کمپنیاں ہائبرڈ بیج کی کاشت پر زور دے رہی ہیں۔ مختلف علاقوں میں کمپنیوں کے نمائندے کسانوں کو اکھٹا کرکے بیجوں سے متعلق پروگرام کرتے ہیں، کسانوں کو زیادہ پیداوار اور منافع کی لالچ دے کر گمراہ کرتے ہیں۔ رواں سال جون اور جولائی میں مکئی اور دھان کی فصل کاشت کی گئی۔ جب مکئی کی فصل میں چھلی بننے کا وقت آیا تو مکئی چھلوں پر دانے نہیں

تھے۔ زیادہ تر مکئی کی فصل میں خالی جال تھے جن پر 25 سے بھی کم دانے تھے۔ کسانوں نے اس صورتحال پر محکمہ زراعت پنجاب اور زرعی کمپنیوں کے نمائندوں سے شکایت کی جنہوں نے اپنی ذمہ داری سے جان چھڑاتے ہوئے سارا ملبہ موسمی تبدیلی پر ڈال دیا۔مکئی کے علاوہ چاول کی فصل کے ساتھ بھی کچھ ایسی ہی صورتحال درپیش ہے۔مکئی اور چاول کی کراسنگ کے وقت درجہ حرارت کم سے کم 35 ڈگری سینٹی گریڈ تک ہونا چاہیے جو اس سال زیادہ تھا جس کی وجہ سے مکئی اور چاول کی فصل کو شدید نقصان پہنچا ہے۔

پی کے ایم ٹی کی جانب سے ضلع ساہیوال کے مختلف علاقوں کا دورہ اور دیگر اضلاع سے حاصل کردہ معلومات کے مطابق ضلع قصور سے بہاولپور تک مکئی کی فصل کی تقریباً یہی صورتحال رہی۔ کسانوں کا کہنا تھا کہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا، کمپنیوں نے ناقص بیج فروخت کیا اور منافع کمالیا لیکن کسانوں کو نقصان ہوا ہے۔ پی کے ایم ٹی نے یونیورسٹیوں کے پروفیسر اور ماہرین زراعت سے بھی اس صورتحال کی وجہ معلوم کی۔ ان ماہرین نے بھی اس صورتحال کی ذمہ داری صرف موسم پر ڈالتے ہوئے کہا کہ گرمی زیادہ تھی اس لیے مکئی کے سٹوں میں دانے نہیں لگے۔ تمام کسانوں سے گزارش ہے کہ وہ اپنا دیسی روایتی بیج استعمال کریں جس میں ہر قسم کے موسم کو برداشت کرنے کی قوت اور طاقت موجود ہوتی ہے۔ کسانوں کو چاہیے کہ وہ اپنا روایتی بیج محفوظ کریں۔

یوتھ فیکٹ فائنڈنگ اینڈ ایکشن ریسرچ

رپورٹ: روٹس فار ایکوٹی

پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی کی جانب سے ضلع ہری پور، کے پی میں 31 اگست، 2019 کو یوتھ فیکٹ فائنڈنگ اینڈ ایکشن ریسرچ (نوجوانوں کی تفتیشی تحقیق) کا انعقاد کیا گیا جس میں خیبرپختونخوا کے چار اضلاع مانسہرہ، لوئر دیر، پشاور اور ہری پور سے نوجوانوں نے شرکت کی۔ پروگرام کے آغاز پر پی کے ایم ٹی، خیبرپختونخوا کے رابطہ کار فیاض احمد نے شرکاء کو خوش آمدید کہا اور پی کے ایم ٹی کا تعارف پیش کیا۔

روٹس فار ایکوٹی کی عذرا طلعت سعید کا اس موقع پر کہنا تھا کہ پاکستان میں صرف 11 فیصد جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا ملک کی 45 فیصد زرعی زمین پر قبضہ ہے جبکہ 89 فیصد کسانوں کے پاس صرف 55 فیصد زرعی زمین ہے جو کہ کسانوں کے ساتھ ناانصافی ہے۔ ملک میں بھوک اور بے روزگاری کی اصل وجہ ناانصافی پر مبنی معاشرہ ہے جہاں ایک طبقہ جو خود خوراک پیدا کرتا ہے، وہی بھوک کا شکار ہے۔ جبکہ زمین کے ساتھ ساتھ دیگر پیداواری

وسائل پر قابض جاگیردار و سرمایہ دار طبقہ عیش وعشرت کی زندگی گزاررہا ہے۔ کسانوں میں بے زمینی ہی ملک میں لاکھوں افراد میں بھوک اور غربت کی بنیادی وجہ ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایسا ناانصافی پر مبنی نظام ہی کیوں ہو جس میں عوام بے زمینی اور بھوک و غربت کا شکار ہوں۔ ہم سب کے مسائل ایک جیسے ہیں چاہے ہم ملک کے کسی بھی ضلع سے تعلق رکھتے ہوں۔ اسی لیے کسانوں کا ایک ایسا اتحاد ''پاکستان کسان مزدور تحریک'' کا قیام عمل میں لایا گیا جو رنگ نسل، ذات، مذہب اور قومیت سے بالاتر ہوکر چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں کی خوراک کی خودمختاری کے لیے جدوجہد کررہی ہے۔

پروگرام میں نوجوانوں کو خوراک کی پیداوار، خوراک کی کمی کی وجوہات اور وسائل کی لوٹ مار کے حوالے سے مختلف سرگرمیوں اور وڈیو کے مدد سے آگاہی فراہم کی گئی۔ نوجوانوں کے تفتیشی تحقیقی پروگرام کے تحت نوجوانوں کے چار گروپ تشکیل دیے گئے۔ ہر گروپ پانچ نوجوانوں پر مشتمل تھا جنہیں حطار، کامل پور کے مختلف علاقوں کا دورہ کرایا گیا جو سیمنٹ اور دیگر کارخانوں سے خارج ہونے والی آلودگی سے شدید متاثر تھے۔ نوجوانوں کو کارخانوں سے خارج ہونے والی آلودگی کے اثرات پر تحقیق کرنے اور ان کا بغور جائزہ لینے کا ہدف دیا گیا۔ نوجوانوں نے کامل پور میں روٹس کے تجرباتی کھیت کا دورہ بھی کیا۔

ہری پور کے ضلعی اجلاس میں ہر گروپ سے منتخب کردہ ایک نوجوان نے اپنے تحقیقی نتائج پیش کیے۔ ضلع پشاور کے نوجوانوں پر مشتمل گروپ کے نمائندے محمد اسماعیل نے کہا کہ ہم نے حطار میں کارخانوں کی وجہ سے پیدا ہونے والے مسائل کو دیکھا ہے کیونکہ ایسے ہی مسائل ہمیں پشاور میں نادرن بائی پاس منصوبے کی وجہ سے درپیش ہیں۔ جن مقامی لوگوں سے کارخانوں کے لیے زمین لی گئی انہیں ان کارخانوں میں ملازمت ملنی چاہیے تھی لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ ایک مزدور نے بتایا ہے کہ وہ سات سال سے ایک کارخانے پر کام کررہا ہے اور اسے روزانہ 12 گھنٹے کام کے بدلے صرف 10 سے 12 ہزار روپے ماہانہ تنخواہ ملتی ہے، یہ سراسر مزدوروں کے ساتھ ظلم ہے۔ اس ظلم کے خلاف ہمیں ایک ہوکر جدوجہد کرنی ہوگی۔

مانسہرہ سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کے نمائندے تاج محمد نے کہا کہ رانی واہ، پنڈ گجراں اور کامل پور گاؤں کی زمینوں پر قبضہ کرکے کارخانے قائم کیے گئے ہیں۔ کسانوں کو ان زمینوں کا بہت کم معاوضہ دیا گیا۔ اس کے علاوہ مقامی پہاڑوں پر بھی قبضہ کیا گیا جہاں مقامی افراد اپنے مویشی چراتے تھے اور پہاڑوں سے گزر بسر کی دیگر اشیاء بھی حاصل کرتے تھے۔ سیمنٹ کے کارخانے کے لیے پہاڑوں سے پتھروں کے حصول کے لیے دھماکے کیے جاتے ہیں جس سے مقامی افراد کے گھروں کو نقصان پہنچتا ہے ساتھ ہی قیمتی درخت، گھاس اور چرند پرند بھی ختم ہوتے جارہے ہیں۔ بیسٹ وے سیمنٹ کے قریب رہائش پزیر ایک فرد نے بتایا کہ فیکٹری میں پرانے ٹائر بطور ایندھن جلائے جاتے ہیں جس سے آلودگی میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ آلودگی کی وجہ سے مقامی افراد سانس اور دیگر بیماریوں میں مبتلا ہورہے ہیں اور ان کی فصلیں بھی خراب ہورہی ہیں۔

ہری پور کے نوجوانوں کی نمائندہ عروج آصف نے کہا کہ یہ بات واضح ہوئی ہے کہ کارخانوں کی وجہ سے ماحول میں بہت بگاڑ پیدا ہوا ہے۔ سیمنٹ کے کارخانوں سے دھواں اور مٹی دھول خارج ہورہی ہے، کوئلہ کے استعمال کی وجہ سے زہریلے مادے انسانوں، حیوانات کی صحت اور زرعی زمینوں کو خراب کررہے ہیں۔ مقامی عورتوں نے بتایا کہ کارخانوں کے شور اور دھویں کی وجہ سے رات کا سکون بھی تباہ ہوگیا ہے اور پانی بھی آلودہ ہوگیا ہے۔ مقامی افراد نزلہ، زکام، دمہ، گلے کی بیماریوں، جلد اور گردے کی بیماریوں میں مبتلا ہورہے ہیں۔

ضلع لوئر دیر کے نوجوانوں پر مشتمل گروپ کے نمائندے رحمت علی نے کہا کہ دیوان سیمنٹ کے علاقے کا دورہ کرکے ہم نے دیکھا کہ اس کارخانے نے پتھروں کا ایک بڑا ڈھیر لگایا ہوا ہے جس سے گاؤں کے نالے کا پانی رک گیا ہے۔ جب بارش ہوتی ہے تو یہ پانی مقامی افراد کے گھروں میں داخل ہو جاتا ہے جس سے گھروں اور کھیتوں کو بہت نقصان ہوتا ہے۔ دیوان سیمنٹ کے قریب ہی ایک سرکاری اسکول ہے جہاں پہلے بہت سے بچے پڑھتے تھے لیکن اب کارخانے کی آلودگی کی وجہ سے یہاں بچوں کی تعداد بہت کم ہوگئی ہے۔ کارخانوں سے پہلے اس اسکول کا تعلیم اور کھیل کی سرگرمیوں میں صوبے بھر میں نام تھا۔ کارخانے کی جانب سے کہا گیا کہ وہ اسکول کو دوسری جگہ منتقل کریں گے مگر ابھی تک ایسا نہیں ہوا۔

بیج بینک 2018-19

رپورٹ: روٹس فار ایکوٹی

پنجاب، سندھ اور خیبر پختونخوا کے 12 اضلاع میں پی کے ایم ٹی کے ارکان نے سال 2019 میں موسم گرما کی فصلوں کے 11 مشترکہ اور تقریباً 50 انفرادی بیج بینک قائم کیے۔ بیج بینکوں میں سبزیوں کی چار سے چھ اقسام کاشت کی گئیں

جن میں سفید توری، کدو، کالی توری، بھنڈی، گوار، کالا تل، سفید تل، ہری مرچ اور مٹر شامل ہیں۔ کے پی میں مکئی کی تین سے چار اقسام کاشت کی گئیں جن میں سفید مکئی، پیلی مکئی، کشمیری مکئی اور دیسی مکئی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ روٹس فار ایکوٹی نے ضلع ہری پور میں ایک ایکڑ زمین پر مکئی کی چار اقسام اور سبزیوں کی چار اقسام کاشت کیں۔ ضلع مظفر گڑھ، پنجاب میں ایک ایکڑ زمین پر جنتر اور جوار کاشت کیا گیا۔ پی کے ایم ٹی کے تمام مشترکہ اور انفرادی بیج بینکوں کا کٹائی سے پہلے پی کے ایم ٹی سیڈ کمیٹی نے دورہ کیا۔

پی کے ایم ٹی کی ششماہی سرگرمیاں (جولائی تا دسمبر، 2019)

پاکستان کسان مزدور تحریک کسانوں سے جڑے مسائل کو سمجھنے اور کسانوں کے ساتھ رابطے اور تنظیم سازی کو بڑھانے کے لیے ملک بھر کے منتخب اضلاع میں تربیتی پروگراموں کے ساتھ ساتھ روایتی زراعت کے فوائد اور جدید زراعت کے نقصانات سے آگاہی فراہم کرنے کے عمل میں ہے۔ اس عمل کا مقصد کسان دشمن حکومتی اور عالمی زرعی اور معاشی پالیسیوں کے خلاف آگہی فراہم کرنا اور ان کے خلاف جدوجہد کے راستے تلاش کرنا ہے۔ پی کے ایم ٹی کی جانب سے جولائی تا دسمبر، 2019 کے دوران اس حوالے سے مندرجہ ذیل سرگرمیاں انجام دی گئیں:

عوامی آگہی پروگرام برائے پائیدار زراعت

پی کے ایم ٹی کے تحت منتخب اضلاع میں پائیدار زراعت کے حوالے سے عوامی آگہی پروگرام (ساؤ) کا انعقاد کیا گیا۔ صوبہ کے پی میں ضلع ہری پور میں 5، مانسہرہ میں 4 اور لوئر دیر میں 3 سیشن منعقد کیے گئے۔ صوبہ سندھ کے ضلع گھوٹکی میں 5، خیرپور میں 2 اور شکارپور میں 3 سیشن جبکہ صوبہ پنجاب کے ضلع راجن پور میں ایک سیشن منعقد کیا گیا۔

ابتدائی سیاسی تربیتی پروگرام (پولیٹیکل ایجوکیشن پروگرام)

ابتدائی سیاسی تربیتی پروگرام (پری پیپ) عوامی آگہی پروگرام برائے پائیدار زراعت (ساؤ) کے مقابلے میں اعلیٰ سطحی تعلیمی پروگرام ہے جس میں سبز انقلاب، پدرشاہی، پیداواری وسائل، نوآبادیات اور عالمگیریت کے موضوع زیر بحث لائے جاتے ہیں۔ یہ سیشن دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے اور ہر حصہ کا دورانیہ ایک دن کا ہوتا ہے۔ اس تربیت کا مقصد ضلعی سطح پر ارکان کو متحرک کرنا، انہیں پولیٹیکل ایجوکیشن پروگرام کے لیے تیار کرنا ہے جس کا دورانیہ دو سے تین دن کا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں صوبہ سندھ کے ضلع گھوٹکی میں ایک، صوبہ کے پی ضلع مانسہرہ میں 2 پری پیپ منعقد کیے گئے جبکہ صوبہ پنجاب میں کوئی پری پیپ نہیں ہوا۔

پی کے ایم ٹی کا ساتواں سالانہ صوبائی اجلاس

صوبہ پنجاب، سندھ اور کے پی کا ساتواں سالانہ صوبائی اجلاس بلترتیب 6 اکتوبر کو ملتان، 16 اکتوبر کو خیرپور اور 20 اکتوبر کو پشاور میں منعقد کیا گیا۔ صوبائی سطح پر سالانہ اجلاس کا مقصد پی کے ایم ٹی ارکان کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا ہے۔ اجلاس کی تفصیلات صفحہ 2، 3 اور 6 میں ملاحظہ فرمائیں۔

پی کے ایم ٹی ضلعی اجلاس

پی کے ایم ٹی نے جولائی تا دسمبر سات اضلاع میں پہلا سالانہ ضلعی اجلاس منعقد کیا۔ اجلاس کا مقصد ضلعی سطح پر پی کے ایم ٹی ارکان کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرکے ضلعی سطح کے مسائل کو اجاگر کرنا ہے اور انہیں متحرک کرنا ہے تاکہ ضلع کے دیگر افراد تک پی کے ایم ٹی کی سرگرمیاں اور مقاصد پہنچ سکیں۔ صوبہ خیبرپختونخوا کے ضلع مانسہرہ میں 21 جولائی کو، ضلع پشاور میں 25 اگست اور ضلع ہری پور میں یکم ستمبر کو ضلعی اجلاس منعقد کیے گئے۔ صوبہ پنجاب کے ضلع ملتان میں 4 اگست اور ضلع ساہیوال میں 16 اگست کو ضلعی اجلاس منعقد کیا گیا۔ اسی طرح صوبہ سندھ کے ضلع خیرپور میں 18 اگست اور ضلع شکارپور میں 25 اگست کو ضلعی اجلاس منعقد کیا گیا۔ تمام اجلاسوں میں ارکان کے علاوہ ضلع کے کسانوں نے شرکت کی۔

کور گروپ میٹنگ

جولائی تا دسمبر 2019 پی کے ایم ٹی کی مندرجہ ذیل میٹنگ منعقد کی گئیں۔
مرکزی کور گروپ میٹنگ 29-28 ستمبر کو مری میں منعقد کی گئی۔
پنجاب کور گروپ میٹنگ 14 ستمبر کو ملتان میں منعقد کی گئی۔
کے پی کور گروپ میٹنگ 6 اکتوبر کو ہری پور میں منعقد کی گئی۔
سندھ کور گروپ میٹنگ 7 دسمبر کو گھوٹکی میں منعقد کی گئی۔

دیہی عورتوں کا عالمی دن

پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی کی جانب سے دیہی عورتوں کے عالمی دن کے موقع پر خیبرپختونخوا کے ضلع ہری پور کے گاؤں کامل پور میں ''سامراج اور کمپنیوں کی یلغار: سرمایہ داری کے ہیں ہتھیار'' کے عنوان سے ایک جلسے کا اہتمام کیا گیا۔ پریس ریلیز صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

تعلیمی پروگرام برائے پائیدار پیداوار وکھپت (اسپیس)

تعلیمی پروگرام برائے پائیدار پیداوار و کھپت (اسپیس) اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں نوجوانوں کے ساتھ مختلف نمائش پینافلیکس کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ اس پروگرام میں پاکستانی زراعت کی سیاسی و معاشی صورتحال، اس کی وجوہات اور اس کے کسانوں پر اثرات، پدرشاہی، تجارتی پالیسیوں اور موسمی تبدیلی کے حوالے سے بات کی جاتی ہے تاکہ نوجوان نسل کو زراعت میں درپیش رکاوٹوں اور کسانوں کی مشکلات سے آگاہی حاصل ہوسکے۔ اس سلسلے میں ضلع گھوٹکی میں 18 اور 19 اگست کو دو اسپیس پرگروام پی کے ایم ٹی، گھوٹکی کے ارکان اور ڈگری کالج کے طالب علموں کے ساتھ منعقد کیے گئے۔

یوتھ فیکٹ فائنڈنگ اینڈ ایکشن ریسرچ

پی کے ایم ٹی نے معاشرے میں سیاسی، معاشی اور ماحولیاتی ناانصافی کے اثرات کو سمجھنے کے لیے دیہی نوجوانوں کے لیے تحقیقی سرگرمی کا انعقاد کیا۔ تفصیل صفحہ 20 پر دیکھیں۔

احتجاجی ریلی

بھارتی یوم آزادی 15 اگست کو یوم سیاہ کے طور پر منانے کے فیصلہ کے تحت پی کے ایم ٹی، روٹس فار ایکوٹی، سوجھلا فار سوشل چینج اور دیگر تنظیموں نے ملتان پریس کلب کے باہر ایک احتجاجی مظاہرے کا اہتمام کیا۔ پریس ریلیز صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں۔

پی کے ایم ٹی نے پہلے ضلعی اجلاس کے بعد زراعت میں کیمیائی و زہریلے مواد کے استعمال کے خلاف گاؤں گل محمد سومرو تا کنب پریس کلب، خیرپور تک احتجاجی ریلی نکالی اور مظاہرہ کیا۔ پریس ریلیز صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں۔

پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی نے بھوک کے عالمی دن کے موقع پر 16 اکتوبر، 2019 کو خیرپور، سندھ میں کنب پریس کلب کے سامنے احتجاجی

DAWN

FOUNDED BY QUAID-I-AZAM MOHAMMAD ALI JINNAH

DAWN PESHAWAR, THURSDAY

Farmers hold demo against eviction

Bureau Report

PESHAWAR: Farmers belonging to different villages of Peshawar held a protest demonstration in front of the Peshawar Press Club against eviction from their land being acquired for construction of the Northern Bypass.

The demonstration was jointly arranged by Kissan Action Committee, Haryana Bala, and Pakistan Kissan Mazdoor Tehreek wherein farmers belonging to Garhi Bajaz, Choli Bala, Choli Payan, Mathra, Garhi Wali Mohammad and other affected localities participated.

The protesters told mediapersons that the farmers' families possessed the land for the last 80 years which was their only source of livelihood. The farmers claimed that the government was taking possession of the land for construction of Northern Bypass without paying its price to the owners.

"The government is not only snatching our livelihood, but also depriving us of our homes which we have built with our meagre resources," they said.

The Northern Bypass project has affected many villages, they said and claimed that the farmers in these areas had been threatened to leave the land or they would be forcefully evicted. They alleged that the compensation of agriculture land and houses had been given to an influential person.

"We have approached various government offices and officials to seek help, but to no avail," they said and added that the land property was common (shamilat) which had been converted into cultivatable land by their forefathers.

They alleged that MNA Noor Alam Khan was supporting the influential landowner while rest of the farmers had been ignored. "False FIRs have been lodged against some farmers to pressurise them," they said.

The Kissan Action Committee, Haryana Bala, and Pakistan Kissan Mazdoor Tehreek have demanded of the government to release all the arrested farmers and withdraw the FIRs.

They urged the government to provide alternative land for housing and payment of the construction cost in lieu of the houses being demolished for the project. The farmers were holding banners and placards inscribed with slogans against what they called their forced eviction.

FARMERS of Haryana area hold a demonstration on Sher Shah Suri Road, Peshawar, on Wednesday. — White Star

مظاہرے کا اہتمام کیا۔ پریس ریلیز صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

پی کے ایم ٹی اور کسان ایکشن کمیٹی ہریانہ بالا نے کسانوں کی زرعی زمینوں سے بیدخلی کے خلاف پشاور پریس کلب پر 18 ستمبر اور 19 نومبر کو احتجاجی مظاہرہ کیا۔ پریس ریلیز صفحہ 14 اور 18 پر ملاحظہ فرمائیں۔

DAILY NAWA-I-WAQT
RAWALPINDI
ISLAMABAD

روزنامہ نوائے وقت

بانی حمید نظامی مرحوم
معمار مجید نظامی مرحوم
ایڈیٹر رمیزہ مجید نظامی
راولپنڈی اسلام آباد

لاہور، کراچی، راولپنڈی/اسلام آباد، ملتان اور کوئٹہ سے بیک وقت شائع ہوتا ہے

THURSDAY 19 SEPTEMBER 2019

جلد 65 | جمعرات، 19 محرم الحرام 1441ھ، 19 ستمبر 2019ء، 4 اسوج 2076ب | صفحات 12 | رجسٹرڈ نمبر سی پی ایل 003 | شمارہ 74

UAN111-2222-007

فون۔ راولپنڈی: 77-5562676، اسلام آباد 44-2202641 قیمت 20 روپے

کسان ایکشن کمیٹی ہریانہ بالا پشاور کا پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ

مظاہرین نے ہاتھوں میں پلے کارڈز اور بینرز اٹھا رکھے تھے جن پر ان کے مطالبات درج تھے

پشاور (بیورو رپورٹ) کسان ایکشن کمیٹی ہریانہ بالا پشاور نے زرعی زمینوں سے بیدخلی کے خلاف پشاور پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا مظاہرے کی قیادت کمیٹی کے ممبران کررہے تھے جبکہ اس موقع پر مظاہرین نے ہاتھوں میں پلے کارڈز اور بینرز اٹھا رکھے تھے جس پر ان کے مطالبات درج

صفحہ 5 پر بقیہ نمبر 8

پاکستان کسان مزدور تحریک کا تعارف

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) ملک کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں پر مشتمل ایک تنظیم ہے۔ تنظیم نے اگرچہ پی کے ایم ٹی کا نام 2010 میں اختیار کیا لیکن بحیثیت کسان مزدور تنظیم یہ 2008 سے سرگرم عمل ہے۔ 2008 میں تنظیم پاکستان کسان سنگت کے نام سے جانی جاتی تھی۔ اس کے اہم اہداف میں زراعت اور زرعی مسائل کے بارے میں عوامی بیداری، پائیدار زراعت اور خوراک کی خود مختاری شامل ہے۔

پی کے ایم ٹی کی اہم ذمہ داریوں میں ملک کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں کے لیے حقوق، خوراک کی خود مختاری اور پائیدار زراعت کے موضوعات پر تفصیلی تربیتی پروگرام شامل ہیں۔ پی کے ایم ٹی میں فیصلہ سازی کور گروپ (مرکزی گروپ) کے ذریعے کی جاتی ہے اور تنظیمی ڈھانچے کے لیے تحریک کے ممبران عہدیداروں کا انتخاب کرتے ہیں جس میں مرکزی رابطہ کار، صوبائی رابطہ کار اور ضلعی رابطہ کار شامل ہیں۔

تحریک کے بنیادی اصول

پی کے ایم ٹی مذہب، رنگ، نسل، علاقائی اور لسانی تعصب سے بالا تر ہو کر مندرجہ ذیل اصولوں پر منظم ہونے کا عزم رکھتی ہے:

1۔ کسانوں بالخصوص کسان عورتوں کے حقوق۔
2۔ خوراک کی خود مختاری۔
3۔ موسمی انصاف۔
4۔ پیداواری وسائل تک اختیار اور رسائی۔
5۔ اتحاد، یکجہتی اور جدوجہد۔